اولیا یا نفع دنیا وغیرہا مقاصد ہوں اگرچہ مالک غیر ذابح کی نیت معاذاللہ وہی عبادت غیر ہو اگرچہ پیش از ذبح یا غیر ذابح نے وقت ذبح کسی کا نام پکارا ہو اور مالک سے وہ نیت نا پاک ثابت ہوتا بھی ذابح پر کچھ مؤثر نہیں جبتک خود اُس سے بھی اُسی نیت پر جان دینا ثابت نہو کہ جب اُس سے وہ نیت ثابت نہیں اور مسلمان اپنے رب عزوجل کا نام لیکر ذبح کرتا ہے تو اُس پر بدگمانی حرام ونارواہے اوہام تراشیدہ پر مسلمان کو معاذاللہ مرتکب کفر سمجھنا حلال خدا کو حرام کہدینا نام الٰہی عزوجل جو وقت تکبیر لیا گیا باطل وبے اثر ٹھہرانا ہرگز وجہ صحت نہیں رکھتا اللہ عزوجل فرماتا ہے ومالکم ان لاتاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ (تمھیں کیا ہوا کہ نہ کھاؤ اُس جانور سے جس کے ذبح میں اللہ کا نام یاد کیا گیا) امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں انما کلفنا بالظاہر لا بالباطن فاذا ذبحہ علی اسم اللہ وجب ان یحل ولا سبیل لنا الی الباطن یعنی ہمیں شرع مطہر نے ظاہر پر عمل کا حکم فرمایا ہے باطن کی تکلیف نہ دی جب اُس نے اللہ عزوجل کا نام پاک لے کر ذبح کیا جانور کا حلال ہوجانا واجب ہوا کہ دل کا ارادہ جان لینے کی طرف ہمیں کوئی راہ نہیں) یہ چند نفیس وجلیل فائدے حفظ کے قابل ہیں کہ بہت ابنائے زماں ان میں سخت خطا کرتے ہیں وباللہ العصمۃ والتوفیق وبہ الوصول الی التحقیق واللہ وسبحنہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے النبی الامی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱

عبد المصطفٰے احمد رضا خاں

صرف ایصال ثواب مقصود ہی اور اگر انصاف کیجیے تو دربارۂ عدم تبدیل اُن کا یہ
خیال بے اصل بھی نہیں اگرچہ اُنھوں نے اُس میں تشدد زیادہ سمجھ لیا ہو جن چیزوں پر نیت
قربت کرلی گئی شرع مطہر بھی بلا وجہ انکا بدلنا پسند نہیں فرماتی لا سیما اذا کان النزول
الی الناقص کما ههنا وکل ذلك ظاهر جدا ولہذا غنی اگر قربانی کیلیے جانور خریدے اور اس
معین کی نذر نہ ہو تو جانور متعین نہیں ہو جاتا اُسے اختیار ہی کہ اس کے بدلے دوسرا جانور
قربانی کرے پھر بھی بدلنا مکروہ ہے کہ جب اُس پر قربت کی نیت کرلی تو بلا وجہ تبدیل نہ چاہیے
ہدایہ میں ہے بالشراء للتضحیة لا یمتنع البیع اُسی میں ہے ویکرہ ان یبدل بها غیرها
اسی طرح تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے بالجملہ مسلمانوں پر بدگمانی حرام اور حتی الامکان
اُس کے قول و فعل کو وجہ صحیح پر حمل واجب اور یہاں ارادۂ قلب پر بے تصریح قائل حکم
لگانے کی اصلا راہ نہیں اور حکم بھی کیسا کفر و شرک کا جسمیں اعلیٰ درجہ کی احتیاط فرض یہاں
تک کہ ضعیف سا ضعیف احتمال بچاؤ کا نکلتا ہو تو اُسی پر اعتماد لازم کما حقق کل ذلك الائمة
المحققون فی تصانیفهم الجلیلة اگر بالفرض بعض کوون احمقوں پر بہ ثبوت شرعی ثابت بھی
ہو کہ اُن کا مقصود معاذ اللہ عبادت غیر ہے تو حکم کفر صرف انھیں پر صحیح ہوگا اُنکے سبب حکم
عام لگا دینا اور باقی لوگوں کی بھی یہی نیت سمجھ لینا محض باطل ہی قال اللہ تعالی لا تزر وازرة
وزر اخری پس حق یہ ہی کہ نہ مطلقا اس نام پکارنے پر حکم شرک صحیح نہ اس کی وجہ سے جانور
کو مُردار مان لینا درست بلکہ حکم شرک کے لیے قائل کی نیت پوچھیں گے اگر اقرار کرے
کہ اُس کی مراد عبادت غیر ہے تو بیشک مشرک کہیں گے ورنہ ہرگز نہیں اور حکم حرمت میں
صرف قول و فعل و نیت ذابح خاص وقت ذبح پر مدار رکھیں گے اگر مالک خواہ غیر مالک
کسی کلمہ گو نے معاذ اللہ اُسی نیت شرک کے ساتھ ذبح کیا تو بیشک حرام کہ
وہ اس نیت سے مرتد ہو گیا اور مرتد کا ذبیحہ نہیں اور اگر اللہ عزوجل کیلیے جان
دی اور قصد تکبیر ترک نہ کی تو بیشک حلال اگرچہ اس پر باعث ایصال ثواب اکرام

معنی شرک کا ارادہ نہ کرے بلکہ بے حرف عطف بنام خدا بنام محمد صلے اللہ تعالی علیہ وسلم
کہا اور اس نام پاک کے لینے سے نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعظیم ہی چاہے حضور کی عظمت
ہی کے لیے خاص وقت ذبح بنام خدا کے ساتھ بنام محمد صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کہے تو جانور میں
اصلا حرمت وکراہت بھی نہیں مگر پیش از ذبح اگر کسی نے یوں پکار دیا کہ فلاں کا بکرا
فلاں کی گائے تو پکارنے والا مشرک اور اُس کے ساتھ یہ لفظ موہنہ سے نکلتے ہی جانور
کی بھی کایا پلٹ ہو کر فوراً بکری سے کُتا گائے سے سوئر اگرچہ وہ منادی غیر ذابح ہو اگرچہ ابھی
نہ وقت ذبح نہ دم تکبیر معاذ اللہ وہ لفظ کیا تھے جادو کے انچھر تھے کہ چھوکرتے ہی جانور کی
ماہیت بدلگئی ایسے زبردستی کے احکام شرع مطہر سے بالکل بیگانہ ہیں بڑی دلیل اُنکے قصد عبادت
غیر معنی شرک پر یہ پیش کیجاتی ہے کہ اس ذبح کے بدلے گوشت خرید کر تصدق کرنا اُنکے
نزدیک کافی نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ ایصال ثواب مقصود نہیں بلکہ خاص ذبح للغیر شرک ہی
مراد ہی اگرچہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مطلب صرف ایصال ثواب ہی ہی اقول اس سے صرف
اتنا ثابت ہوا کہ خاص ذبح مراد ہی ذبح للغیر کہاں سے نکلا کیا ثواب ذبح کوئی چیز نہیں یا
گوشت دینے میں وہ بھی حاصل ہو جاتا ہے عنایہ میں ہے التضحیۃ فیہا افضل من التصدق
بثمن الاضحیۃ لان فیہا جمعا بین التقرب باراقۃ الدم والتصدق والجمع بین القربتین
افضل اھ ملخصا معہذا عوام ایسی اشیا میں مطلقاً تبدیل پر راضی نہیں ہوتے مثلاً جو آٹے
کی جنسی روز اللہ اپنے گھر کے خرچ سے نکالتے اور ہر ماہ اُسے پکا کر حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم
رضی اللہ تعالی عنہ کی نیاز دلا کر محتاج کو کھلاتے ہیں اگر اُن سے کہیے کہ یہ آٹا جو جمع ہوا ہی اپنے
خرچ میں لایئے اور اس کے عوض اور پکایئے کبھی نہ مانیں گے حالانکہ آٹے میں کوئی ذبح کا محل نہیں
اور ذبح میں بھی اگر اس جانور کے بدلے دوسرا جانور دیجیے ہرگز نہ لیں گے حالانکہ ادائے ذبح میں
دونوں ایک سے تو اُسکا کافی نہ سمجھنا اسی خیال تعیین وتخصیص کی بنا پر ہی نہ معاذ اللہ اس
توہم باطل پر خصوصاً جبکہ وہ بیچارے صراحۃً کہہ رہے ہیں کہ حاشا للہ ہم عبادت غیر نہیں چاہتے

ف۔ مانعین کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے
اور اس کا رد

ف۔ جس چیز پر نیاز دلائی جاتی ہے اس کی تبدیل پر
بھی ... راضی نہیں

عن اسامة بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام عارف باللہ سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فرماتے ہیں انما ینشؤ الظن الخبیث عن القلب الخبیث بدگمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے
نقلہ سیدی عبد الغنی النابلسی فی شرح الطریقة المحمدیة و بهذا اشبه و غیرہ و شرح وہبانیہ
و در مختار و غیرہا میں ارشاد فرمایا انا لا نسیٔ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بهذا النحر
ہم مسلمان پر بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح سے آدمی کی طرف تقرب چاہتا ہو رد المحتار میں ہے
ای علیٰ وجه العبادة لانه المکفر وهذا بعید من حال المسلم یعنی اس تقرب سے تقرب
بروجہ عبادت مراد ہے کہ اُسی میں کفر ہے اور اُسکا خیال مسلمان کے حال سے دور ہی بلکہ علما تو
یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر خود ذابح خاص وقت ذبح تکبیر میں یوں کہے بسم اللہ بنام
خدائے بنام محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو یہ کہنا مکروہ تو بیشک ہی مگر کفر کیسا جانور حرام بھی
نہوگا جبکہ اس لفظ سے اُس کی نیت حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف تعظیم ہو
نہ معاذ اللہ حضور کو رب عزوجل کے ساتھ شریک کرنا امام اجل فقیہ النفس قاضی خاں اپنے
فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں رجل ضحی و ذبح وقال بسم اللہ بنام خدائے بنام محمد علیہ السلام
قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالیٰ ان اراد الرجل بذکر اسم النبی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبجیله و تعظیمه جاز ولا باس وان اراد به الشرکة مع اللہ
تعالیٰ لا تحل الذبیحة بلکہ اس سے بھی زائد خاص صورت عطف میں مثلاً بنام خدا و بنام
فلاں جس سے صاف معنے شرکت ظاہر ہے اگرچہ مذہب صحیح حرمت جانور ہے مگر
حکم کفر نہیں دیتے کہ وہ امر باطنی ہے کیا معلوم کہ اُس کی نیت کیا ہے درمختار میں ہے
ان عطف حرمت نحو باسم اللہ و اسم فلاں رد المحتار میں ہے ہو الصحیح وقال ابن
سلمة لا تصیر میتة لانها لو صارت میتة یصیر الرجل کافرا نبه قلت تمنع الملازمة
بان الکفر امر باطنی والحکم به صعب فیفرق وکذا فی شرح المقدسی شرنبلالیہ
اللہ اکبر خود ذابح خاص تکبیر ذبح میں نام خدا کے ساتھ نام غیر ملا کر پکارے اور کافر نہو جبتک

عین اکرام خدا ہے در مختار میں ہے لو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ رد المحتار میں ہے قال البزازی ومن ظن انہ لا یحل لانہ ذبح لاکرام ابن ادم فیکون اہل بہ لغیر اللہ تعالیٰ فقد خالف القران والحدیث والعقل فانہ لا ریب ان القصاب یذبح للربح ولو علم انہ بخس لا یذبح فیلزم ھذا الجاھل ان لا یاکل ما ذبحہ القصاب وما ذبح للولائم والاعراس والعقیقۃ دیکھو علمائے کرام صراحۃً ارشاد فرماتے ہیں کہ مطلقاً نیت و نسبت غیر کو موجب حرمت جاننا اور ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ماننا صرف جہالت بلکہ جنون و دیوانگی اور شرع و عقل دونوں سے بیگانگی ہے جب نفع دنیا کی نیت مخل نہ ہوئی تو فاتحہ و ایصال ثواب میں کیا زہر مل گیا اور جب اکرام مہمان عین اکرام خدا ٹھہرا تو اکرام اولیا بدرجہ اولیٰ ہاں اگر کوئی جاہل اجہل یہ نسبت و اضافت بقصد عبادت غیر ہی کرتا ہو تو اس کے کفر میں شک نہیں پھر بھی اگر ذابح اس نیت سے بری ہے تو جانور حلال ہو جائیگا کہ نیت غیر اس پر اثر نہیں ڈالتی کما حققنا انفا مگر جبکہ ہم حدیثاً و فقہاً دلائل قاہرہ سے ثابت کر چکے کہ اضافت بمعنے عبادت ہی میں منحصر نہیں تو صرف اس بنا پر حکم کفر محض جہالت و جرأت و حرام قطعی اور مسلمانوں پر ناحق بدگمانی ہے تم سے کس نے کہدیا کہ وہ آدمیوں کا جانور کہنے سے عبادت آدمیان کا ارادہ کرتے اور انہیں اپنا معبود و خدا بنانا چاہتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے یا یھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں اور فرماتا ہے ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑ بیشک کان آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے رواہ الائمۃ مالک والشیخان و ابوداود والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افلا شققت عن قلبہ حتی تعلم اقالھا ام لا تو نے اسکا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ دل کے عقیدے پر اطلاع پاتا رواہ مسلم

ف فقہائے کرام فرماتے ہیں جو مطلقاً نیت غیر سے ذبیحہ حرام کہے دیوانہ ہے اور قرآن و حدیث کا مخالف

ف مسلمانوں پر بدگمانی سخت اشد حرام ہے

در کنار نام کو کراہت بھی نہیں آتی تو حضرت مدار کے مرغ حضرت احمد کبیر کی گائے فلاں کی بکری کہنے سے خدا کے حلال کیے ہوئے جانور کیوں جیتے جی مردار اور سوئر ہوگئے کہ اب کسی صورت حلال نہیں ہوسکتے یہ شرع مطہر پر سخت جرأت ہے خود حضور پُر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان احب الصیام الی اللہ تعالی صیام داود واحب الصلوٰۃ الی اللہ عزوجل صلوٰۃ داود بیشک سب روزوں میں پیارے اللہ تعالی کو داود کے روزے ہیں اور سب نمازوں میں پیاری داود کی نماز علیہ الصلوٰۃ والسلام رواہ الائمۃ احمد والستۃ عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما الا الترمذی فعندہ افضل الصیام وھکذا علما فرماتے ہیں مستحب نمازوں میں صلوٰۃ الوالدین یعنی ماں باپ کی نماز ہے فی رد المحتار عن الشیخ اسمٰعیل عن شرح شرعۃ الاسلام من المندوبات صلوٰۃ التوبۃ وصلوٰۃ الوالدین سبحٰن اللہ داود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز داود کے روزے ماں باپ کی نماز کہنا صواب پڑھنا ثواب اور جانور کی اضافت وہ سخت آفت کہ قائلین کفار جانور مردار کیا ذبح نماز روزے سے بڑھکر عبادت خدا ہے یا اُس میں شرک حرام ان میں روا ہے خود اضافات ذبح کا فرق سُنیے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ خدا کی لعنت ہے اُس پر جو غیر خدا کے لیے ذبح کرے رواہ مسلم والنسائی عن امیر المومنین علی ونحوہ احمد عن ابن عباس رضی اللہ عنہم دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من ذبح لضیفہ ذبیحۃ کانت فداءہ من النار جو اپنے مہمان کے لیے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اُسکا فدیہ ہوجائے آتش دوزخ سے رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ میں غیر کی نیت اور اُس کی طرف نسبت مطلقاً کفر کیا حرام بھی نہیں بلکہ موجب ثواب ہے تو ایک حکم عام کفر و حرام کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ولہذا علما فرماتے ہیں مطلقاً نیت غیر کو موجب حرمت جاننے والا سخت جاہل اور قرآن وحدیث وعقل کا مخالف ہے آخر قصاب کی نیت تحصیل نفع دینا اور ذبائح شادی کا مقصود برات کو کھانا دینا ہے نیت غیر تو یہ بھی ہوئی کیا یہ سب ذبیحے حرام ہوجائیں گے یوہیں مہمان کے واسطے ذبح کرنا درست رہا ہے کہ مہمان کا اکرام

تمام صورتوں میں حال ذابح کا اعتبار ماننا اور اس شکل خاص میں انکار کر جانا محض تحکم باطل ہے جس پر شرع مطہر سے اصلا دلیل نہیں ولہذا فقہائے کرام خاص اس جزئیہ کی تصریح فرماتے ہیں کہ مثلاً مجوسی نے اپنے آتش کدہ یا مشرک نے اپنے بتوں کے لیے مسلمان سے بکری ذبح کرائی اور اس نے تکبیر کہکر ذبح کی حلال ہے کھائی جائے اگرچہ یہ بات مسلم کے حق میں مکروہ ہے فتاوے عالمگیری و فتاوے تاتارخانیہ و جامع الفتاوے میں ہے مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لالھتھم توکل لانہ سمی اللہ تعالیٰ ویکرہ للمسلم پھر مسلمان ذابح کی نیت بھی وقت ذبح کی معتبر ہے اس سے قبل و بعد کا اعتبار نہیں ذبح سے ایک آن پہلے تک خاص اللہ عزوجل کے لیے نیت تھی ذبح کرتے وقت غیر خدا کے لیے اس کی جان دی ذبیحہ حرام ہو گیا وہ پہلی نیت کچھ نفع نہ دیگی یونہی اگر ذبح سے پہلے غیر خدا کے لیے ارادہ تھا ذبح کے وقت اس سے تائب ہو کر مولیٰ تبارک و تعالیٰ کے لیے اراقت دم کی تو حلال ہو گیا یہاں وہ پہلی نیت کچھ نقصان نہ دیگی رد المحتار میں ہے اعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح غرض ہر عاقل جانتا ہے کہ تمام افعال میں اصلی نیت مقارنہ ہی نماز سے پہلے خدا کے لیے نیت تھی تکبیر کہتے وقت دکھاوے کے لیے پڑھی قطعاً مرتکب کبیرہ ہوا اور نماز ناقابل قبول اور اگر دکھاوے کے لیے اٹھا تھا نیت باندھتے وقت تک یہی قصد تھا جب نیت باندھی قصد خالص رب جل و علا کے لیے کر لیا تو بلاشبہہ وہ نماز پاک و صاف و صالح قبول ہو گئی تو ذبح سے پہلے کی شہرت پکار کا کچھ اعتبار نہیں نہ نافع نفع دے نہ مضر ضرر خصوصاً جبکہ پکارنے والا غیر ذابح ہو کہ اسے تو اس باب میں کچھ دخل ہی نہیں کما قد علمت وھذا کلہ ظاھر جدا لا یصلح ان یتنازع فیہ عاقل ولا جاھل پھر اضافت معنی عبادت میں منحصر نہیں کہ خواہی نخواہی مدار کے مرغ یا جیل تن کی گائے کے یہ معنی ٹھہر لیے جائیں کہ وہ مرغ دگا (؟) جس سے ان حضرات کی عبادت کیجائیگی جس کی جان انکے لیے دیجائیگی اضافت کو ادنے علاقہ کافی ہوتا ہے ظہر کی نماز جنازہ کی نماز مسافر کی نماز امام کی نماز مقتدی کی نماز بیمار کی نماز پیر کا روزہ اونٹوں کی زکوٰۃ کعبہ کا حج جب ان اضافتوں سے نماز وغیرہ میں کفر و شرک و حرمت

المحتفی القادری البرکاتی الرضوی
المجددی البہاری العظیم ابادی

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۱۰
ابو البرکات محمد ظفر الدین

سبل الاصفیا فی حکم الذبح للاولیا
۱۳۱۲ ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ در رد فتوائے بعض معاصرین ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ نیز از لشکر گوالیار ڈاک دربار بجواب سوال مولوی نور الدین صاحب اوائل ذی القعدہ ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ زید نے ایک بکرا میاں کا اور عمرو نے ایک گائے چہل تن کی اور مرغ مدار کا پالا اور پال کر اُن کو بانکبیر ذبح کیا یا کرایا اُسکا کھانا مسلمانوں کو عند الشرع جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

حامدا للہ ومصلیا ومسلما علی حبیبہ وآلہ واصحابہ اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اقول وباللہ التوفیق حق اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حلت وحرمت ذبیحہ میں حال و قول و نیت ذابح کا اعتبار ہے نہ مالک کا مثلاً مسلمان کا جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک مسلم تھا اور مجوسی کا جانور مسلمان ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک مشرک تھا یا زید کا جانور عمرو ذبح کرے اور قصداً تکبیر نہ کہے حرام ہوگیا اگرچہ مالک برابر کھڑا سو بار بسم اللہ اللہ اکبر کہتا رہے اور ذابح تکبیر سے ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک ایک بار بھی نہ کہے ذابح کلمہ گو نے غیر خدا کی عبادت وتعظیم مخصوص کی نیت سے ذبح کیا تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک کی نیت خاص اللہ عزوجل کے لیے ذبح کی تھی یونہیں ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لیے ذبح کیا تو حلال اگرچہ مالک کی نیت کسی کے واسطے تقرب

القادری الحنفی تجاوز اللہ تعالی عن ذنبه الجلی والخفی وحفظ عن موجبات الکی والغی بحرمة النبی الهاشمی الامی صلے اللہ تعالی علیه وعلی اٰله وصحابه وسلم متوطن کچھ بھوج المعروف به پیر بھروالانزیل بمبئی۔

عبد النبی الامی الحنفی
سید حیدر شاہ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی رزق الانسان علما وسمعا وبصرا فی الحیاة وبعد الممات فالموتی یعرفون الزوار ویسمعون الاصوات والصلوٰة والسلام الاتمان الاکملان علی من هدنا الی الصراط المستقیم ووقانا بهامن نار الجحیم التی اعدت للکفرین والماردین من النباشرة والمکذبین لرب العالمین والمفضلین للشیطان اللعین علی عالم علم الاولین والاخرین صلے اللہ تعالی علیه وعلی اٰله وصحبه وابنه وحزبه اجمعین وعلینا بهم یا ارحم الراحمین وبعد فلما رأیت جواب ناصر الدین المتین مولانا المولوی محمد عمر الدین وجدته موافقا للسنة دافعا للفتنة ونظرت تحریر المولوی رشید احمد الگنگوهی فما هو الا ضلل مبین وهتك لحرمة المومنین وما رد به علیه خاتم المحققین عمدة المدققین عالم اهل السنة مجدد المائة الحاضرة سیدی ومرشدی وکنزی وذخری لیومی وغدی مولانا المولوی محمد احمد رضا خان ابده اللہ الواهب بالفیض والمواهب فلا اجد لسانا للثناء علیه غیر ان اقول لا شك انه الصدق الصراح والحق القراح فجزاهم اللہ خیر الجزاء عن الاسلام والمسلمین بحرمة سید المرسلین صلے اللہ تعالی علیه وسلم واللہ تعالی اعلم بالصواب وعنده ام الکتاب قاله بفمه ورقمه بقلمه محمد المدعو بظفر الدین المحمدی السنی

ودبستنا اندشاکی اینہا مردود وفاسق اند۔

العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ اللطیف محمد نعیم پشاوری عفا اللہ عنہ وعن والدیہ والمومنین والمومنات آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا ومصلیا ومسلما علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ ومتبعہم اجمعین ۔ جو کچھ مولائے مجیب لبیب جامع المعقول والمنقول حلال مہمات فروع واصول مولوی محمد عمر الدین صاحب الحنفی القادری جزاہ اللہ تعالی خیر الجزا نے صورت مسئولہ میں تحریر فرمایا ہے وہ سب حق وصواب ہے جواب لاجواب ہے پسندیدہ اولی الالباب ہے۔ حنفی مذہب کے مطابق قبروں کو کھود کر صاف میدان کر دینا اور اس پر مکان وغیرہ بنانا ہرگز درست نہیں اسکی تحقیق مولائے مجیب نے عمدہ طور سے فرمائی ہے کوئی فروگذاشت نہیں کیا معترضوں کے کل اعتراض اٹھا دئیے ہیں منکروں کے سب خدشات دفع کر دیے ہیں پھر تحریر مہر تنویر فاضل کامل عالم عامل محقق علوم عقلیہ مدقق فنون نقلیہ قالع اصول بدعتین قامع اوہام نجدیین حامی سنن ماحی فتن مجدد مائۃ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ مولانا الحاج احمد رضا خان صاحب ادام اللہ تعالی فیوضاتہم کی تو منکروں پر بجلی سی کڑک پڑی رشید گنگوہی کی تحریر پر تزویر کے خوب پرخچے اڑائے۔ ایسا امر کوئی فروگذاشت نہ ہوا کہ جس کے لکھنے کی کسی کو تکلیف ہو پس فقیر نے طول دینا مناسب نہ سمجھا۔ لہذا اختصار سے کام لیا گیا۔ ان فتووں کا انکار بجز فرقہ نجدیہ وہابیہ اسماعیلیہ ہندیہ اسحاقیہ رشیدیہ گنگوہیہ شیطانیہ خذلہم اللہ تعالی فی الدنیا والآخرۃ کے کوئی نہ کریگا اہلسنت وجماعت کو ان دجاجلہ ضلالت کیش وابالسہ بطالت اندیش کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ اور سلام وکلام قطع کرنا واجب ہے واللہ تعالی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ۔ حررہ الراجی الی لطف ربہ القوی عبد النبی الامی السید جمیل رشاہ

تلوار پر چلنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں رواہ ابن ماجۃ بسند جید عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہابیہ کو اس کی فکر ہو کہ کسی طرح مسلمانوں کی قبروں پر مکان بنیں لوگ چلیں پھریں قضائے حاجت کریں بھنگی اپنے ٹوکرے لیکر چلیں ع اگر این سست پسند تو تصیبت باد؛ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وآذ قد اخذت المسألۃ حظہا من البیان فلنکف عنان القلم حامدین للہ سبحنہ وتعالیٰ علی ما علم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ وصحبہ وسلم اٰمین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم وحکمہ عز شانہ احکم۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے النبی الامی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان ہذا الہو الحق والحق بالاتباع احق

محمدی سنی حنفی قادری
۱۳۰۱
عبد المصطفٰے احمد رضا خاں

اس میں جو کچھ بیان ہے سب مطابق احکام شریعت وسلف صالحین ہے مسلمان ان سب کو تمسک کریں مؤلف علام کو خدائے برتر جزائے خیر دے اور مقبول خاص و عام کرے اور مجھکو بھی ثواب سے محروم نہ فرمائے والصلاۃ والسلام علی خیر الانام وآلہ واصحابہ الکرام

المذنب المدعو محمد عبد اللہ عفی عنہ

مسائل بالا کہ علمائے دین متین وفضلائے امت رسول مقبول تحریر وتقریر فرمود ندہمہ حق ودرست

والمالک زال وھذا ایضا اذ اکان ذلک باذنہ والا فلہ الغصب لہ اخراج المیت ونسویۃ الارض کماھی لحدیث لیس لعرق ظالم حق علامہ مدقق علائی قدس سرہ نے درمختار میں اسے ایسے نفیس سلسلے میں منسلک کیا جس نے معنی مراد کو کھولدیا مجیب اول نے یہ مراد وہیں سے اخذ کی مگر علامہ مدقق کے اشارات تک ہر فہم کی دسترس کہاں درمختار میں فرمایا لا یخرج منہ بعد اھالۃ التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ ویخیر المالک بین اخراجہ ومساواتہ بالارض کما جاز زرعہ والبناء علیہ اذا بلی وصار ترابا زیلعی ورنہ مقبرہ وقفی میں کھیتی کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں ہدایہ میں ہے فی غایۃ القبح ان یقبر فیہ الموتی سنۃ ویزرع سنۃ بات یہ ہے کہ وہابیہ کی نگاہ میں قبور مسلمین بلکہ خاص مزارات اولیائے کرام علیہم الرضوان ہی کی کچھ قدر نہیں بلکہ حتی الوسع اُن کی توہین چاہتے ہیں اور جس حیلہ سے قابو چلے انھیں نیست ونابود پامال کرانے کی فکر میں رہتے ہیں اُن کے نزدیک انسان مرا اور پتھر ہوا جیسے وہ خود اپنی حیات میں ہیں کہ لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئاً حالانکہ شرع مطہر میں مزارات اولیائے کرام تو عالیہ عام قبور مسلمین مستحق تکریم وممتنع التوہین یہاں تک کہ علما فرماتے ہیں قبر پر پاؤں رکھنا گناہ ہے کہ سقف قبر بھی حق میت ہے قنیہ میں امام علائے ترجمانی سے ہے یاثم بوطء القبور لان سقف القبر حق المیت حتے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم جن کی نعلین پاک کی خاک اگر مسلمان کی قبر پر پڑ جائے تمام قبر جنت کے مشک وعنبر سے مہک اُٹھے اگر مسلمان کے سینے اور موھنہ اور سر اور آنکھوں پر اپنا قدم اکرم رکھیں اُس کی لذت ونعمت وراحت و برکت میں ابدالآباد تک سرشار وسرفراز رہے وہ فرماتے ہیں لان امشی علی جمرۃ او سیف احب الی من ان امشی علی قبر مسلم بیشک چنگاری یا

ونقص کے سبب اب اُس کام کی نہ رہی مثلاً زمین پر پانی نے غلبہ کیا کہ دفن کی گنجائش نہ رہی فتاوی کبری وجامع المضمرات وہندیہ واسعاف وغیرہا میں ہی امرأة جعلت قطعة ارض لها مقبرة واخرجتها من يدها ودفنت فيها ابنها وتلك القطعة لا تصلح للمقبرة لغلبة الماء عندها فيصلبها فساد فارادت بيعها ان كانت الارض بحال لا يرغب الناس عن دفن الموتى لقلة الفساد ليس لها البيع وان كانت يرغب الناس عن دفن الموتى فيها للكثرة الفساد فلها البيع پر ظاہر کہ صورت مستفسرہ میں ہرگز نہ عدم محتاجین ہے نہ عدم صلوح پھر شرط استغنا کب متحقق ہوئی اور تغییر وقف کی اجازت کس گھر سے ملی تو روشن ہوا کہ مجیب سوم کا اس روایت خارجہ سے تمسک محض تشبث الغريق بالحشيش تھا ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم هكذا ينبغي التحقيق والله ولى التوفيق تنبیہ یہ مجیب سوم پر ثلث عشرة کاملة ہیں اور اُن کا رد اُن کے سب اتباع واذناب کے رد سے مغنی ع وكل الصيد فى جوف الفراء اور اذناب کے پاس ہی ہی کیا سوا روایت امام زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے جسے خود مولوی گنگوہی صاحب نے کچھ سوچ سمجھکر چھوڑ دیا اور روایت فقہیہ نہ لکھنے کے لیے بے مہلتی کا بہانہ لیا۔ مجیب اول نے لکھی مجیب دوم سلمہ نے جواب دیا بعض اذناب سوم نے بے تعرض جواب پھر اُسی کا اعادہ کیا مگر جناب گنگوہی صاحب چرچے کہ یہاں مقبرۂ وقف میں کلام ہے مجھے خاص دوسرے مکان وقفی کی اجازت نکالنی مشکل پڑی ہی ہل چلانا کھیتی کرنا کہ اس روایت امام زیلعی میں جائز ہو رہا ہی کس گھر سے جائز کر سکونگا لہذا ہوشیارانہ اس سے عدول کیا جو اذناب کی سمجھ میں نہ آیا غالباً اب تو ناظرین اس روایت کا محل ومحصل سمجھ لیے ہونگے۔ صاحبو اس سے مقصود زمین مملوک ہی یعنی اگر کسی کی ملک میں کوئی میت دفن کر دیا گیا ہو تو جب وہ بالکل خاک ہو جائے مالک کو روا ہی کہ وہاں کھیتی کرے گھر بنائے جو چاہے کرے لان الملك مطلق

ف روایت امام زیلعی کی تحقیق

تو شرک ہو اور ثانی بھی اسی کی مثل ہے کہ نشان بالا نہ قبر ہے نہ قبر کے لیے لیکن شرط تو اُس کا عدم و وجود یکساں معہذا اس مقبرے میں یہ صورت بھی ہنوز متحقق نہ ہوئی کہ نشان قبور موجود ہیں اور آپکا حکم بے تخصیص ثلث خالی صاف مطلق ہی کہ مدرسہ وقفی بنانا گورستان میں درست ہے اور آپ کے مقلد نے اُس اطلاق کی صریح تصریح کی کہ بنائے مدرسہ اُس جگہ میں خصوصاً حصہ خالی میں درست ہی - اس خصوص نے عموم کو واضح کر دیا لاجرم ثالث لیجیے گا اب یہ آپ پر لازم تھا کہ دلیل شرعی سے اُس مدت کی تعیین کرتے جسمیں مُردوں کی ہڈی پسلی کا اصلا نام و نشان نہیں رہتا سب خاک محض ہو جاتے ہیں پھر ثبوت دینا تھا کہ اس مقبرے میں سب سے پچھلی جو میّت دفن ہوئی اُسے اتنی مدت مقررہ گزر چکی ان دو مرحلوں کو بغیر طے کیے حکم جواز لگا دینا محض جہل تھا اتنا یاد رکھیے کہ مجرد شک یہاں کام نہ دیگا کہ الیقین یزول بالشک عقل و نقل کا قاعدہ اجماعیہ ہے وجود مانع یعنی بعض اجزائے میت یقیناً معلوم تھا اب جبتک انعدام جمیع اجزائے اموات پر یقین نہ ہو حکم حرمت و ممانعت ہی رہیگا اور آپکے لیت و لعل سے کام نہ چلے گا تو ظاہر ہوا کہ اس روایت خارجہ عند المذہب کا دامن پکڑنا بھی محض سوء فہم و بندگی وہم تھا و باللہ العصمۃ عاشراً - لطف یہ ہی کہ اُس روایت خارجہ میں شرط استغنا عن الدفن لگائی ہے - آیا اس سے یہ مراد کہ اُس کے سوا دوسری جگہ دفن ہو سکتا ہو جب تو یہ شرط محض لغو و عبث ہی وہ کونسا گورستان ہی جس کی طرف احتیاج دفن بمعنے لولاہ لامتنع ہی نہ ہرگز تعطل و ویرانی اوقاف میں صرف اسقدر ملحوظ ہوتا ہے بلکہ یہاں مطمح نظر دو امر رہتے ہیں ایک عدم حاجت بوجہ عدم محتاجین یعنی وہاں آبادی ہی نہ رہی لوگ متفرق ہو گئے اب حاجت کسے ہو جیسے جواب دوم میں عالمگیری و محیط سے دربارہ مسجد و حوض گزرا کہ خرب ولا یحتاج الیہ لتفرق الناس دوسرے عدم حاجت بوجہ عدم صلوح یعنی وہ شے کسی مانع و قصور

بالکل خالی پڑا ہے ثالثاً شاید یہ بھی کچھ اندیشہ گزرا کہ اس میں مقبرے کے ساتھ مسجد کی بھی خیر نہیں مبادا عوام بھڑک جائیں ان وجوہ سے ذکر اصحابنا چھوڑ کر قال ابن القاسم کا آسرا پکڑا اگر غافل کہ جن تین اندیشوں سے گریز فرمائی وہی تینوں یہاں بھی آپ پر عائد بلکہ مع شئے زائد اوّل تو وجہ سابع میں دیکھ چکے کہ خلاف مفتی بہ ہونا درکنار دوسرے سے مذہب کا کوئی قول ضعیف بھی نہیں اور ثانی یوں کہ کلام ابن القاسم میں عفت ودرست ہی عفا ودروس نیست ونابود ونا پید او بے نشان ہونا ہی ہے اس مقبرے پر کہاں صادق کہ سائل کہتا ہی پرانی شکستہ قبریں پائی جاتی ہیں تو ابھی نیست ونابود ونا پید نہ ہوا اور اس روایت مختار جسے بھی آپ کو کام نہ دیا اور ثالث یوں کہ جب اُلٹ کی رائے میں مجرد تعفیت موجب اتحاد معنے وجواز اقامت بجائے یکدگر ہے تو جیسے مقبرے کو مسجد کر ڈالو ایسے ہی مسجد کو مقبرہ یوہیں مسجد کو سرا اور سرا میں بیت الخلا فان الکل وقف من اوقاف المسلمین لا یجوز تملیکہ لاحد فمعنی الکل علی ھذا واحد پھر مفر کدھر تا سعا اور براہ مہربانی تھوڑی دیر کو ہوش میں آکر فرمایئے کہ ابن القاسم نے کہا مقبرے کو بعد بے نشانی مسجد کر دینا روا اور ابو القاسم محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مطلقاً قبر پر مسجد بنانا حرام آپکے نزدیک یہ دونوں حکم حالت واحدہ پر وارد جب تو آپکا ایمان ہے کہ ابن القاسم کی بات حق جانیں اور ابو القاسم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نہ مانیں اور اگر حالت مختلف ہی تو پہلے وہ فرق معین کیجیے جس پر ان دونوں احکام کا انقسام ہوگا کیا فقط نو وکہن کا تفرقہ ہے کہ نئی قبروں پہ مسجد بنانا حرام اور جہاں ذرا پرانی پڑیں اور اب اُن پر نماز جائز ہوگئی یا فقط اوپر کا نشان مٹ جانا چاہیے یا یہ ضرور ہے کہ لاشوں کے تمام اجزا ساری ہڈیاں بالکل خاک ہو جائیں مُردے بجمیع اجزائہم تراب خالص کی طرف استحالہ کریں اُسکے بعد روا ہی اول تو بداہۃً باطل اور شاید بعلت وہابیت آپ کے یہاں

کیا لگتا کہ ابن ذکرا صحابنا کو بھی قال ابن القاسم کے تحت میں داخل اور انھیں کے مقولے میں شامل مانتے ثانیاً مجیب صاحب آپ نے ناحق اس حکایت غیر مذہب پر قناعت کی کہ فقط بیچارے مُردہ مسلمانوں کی قبریں طلبہ اور مدرسہ کے بھنگی بھشتی سے پامال کرانے کی گنجائش ملی اس ذکرا صحابنا کو کیوں نہ لیا کہ مسجدوں میں ہل چلانے گھوڑے گدھے باندھنے کی راہ چلتی بل ماھوا شنع واخنع وھو اتخاذ موضع المسجد حشا وکنیفا لقوله وذکر اصحابنا ان المسجد اذا خرب ودثر ولم یبق حوله جماعة والمقبرة اذا عفت ودثرت تعود ملکا لاربابها قال فاذا عادت ملکا یجوز ان یبنی موضع المسجد دارا وموضع المقبرة مسجدا او غیر ذلك قال فاذا لم یکن لها ارباب تکون لبیت المال اھ وذلك لان الدار لابد لها من تلك الاشیاء مگر آپ کا ضرور ہوشیاری برتی اور جانتے تھے کہ کتب معتمدہ مذہب مشہورہ متداولہ میں اسے صراحۃً رد کیا اور اس کے خلاف پر رشد و مد فتوے دیا ہے تنویر الابصار و درمختار میں ہے ولو خرب ماحوله واستغنی عنه یبقی مسجدا عند الامام والثانی ابدا الی قیام الساعة وبه یفتی حاوی القدسی وبحر الرائق ور دالمحتار میں ہے والکثر المشایخ علیه مجتبی وهو الاوجه فتح ثانیاً یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ جسے علامہ عینی نے اصحابنا کی طرف نسبت کیا خاص اُس حالت میں ہی جب وہ شے موقوف اُس غرض کی صلاحیت سے بالکل خارج ہو جائے جس کے لیے واقف نے وقف کی تھی اصلا کسی طرح اُس کے قابل نہ رہے ردالمحتار میں ہے ذکر فی الفتح ما معناه انه یتفرع علی الخلاف المذکور ما اذا انهدم الوقف ولیس له من الغلة ما یعمر به فیرجع الی البانی او ورثته عند محمد خلافا لابی یوسف لکن عند محمد انما یعود الی ملکه ما خرج من الانتفاع المقصود للواقف بالکلیة یہ بات مقبرہ مذکورہ میں کیونکر متصور کہ ہنوز تہائی میدان حسب بیان سائل

یہاں کسی کتاب فقہ کی تحریر میں نہیں یہ استطرادی بالائی فوائد ہیں جن سے اقا بل ناس پر اطلاع مقصود اور مذہب تو اصلاً و فرعاً کتب مذہب میں مضبوط ہو چکا اُن کی ان نقول کا اکثر یا دہ تصانیف ابن المنذر و ابن بطال وغیرہما شافعیہ وغیرہم ہیں اُنکی عادت ہے کہ محل نقل میں سطریں کی سطریں بلکہ کہیں صفحے کے صفحے بلا غور بے تغیر لفظ نقل فرما جاتے ہیں جس پر اُن کے امام عصری امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالےٰ نے الدرر الکامنہ میں تنبیہ کی یہاں بھی صدر کلام ذکر ما یستنبط منہ من الاحکام سے آپ کی منقولہ حکایت تک اُسی قسم کی عبارت ہے عالم تو متعدد وجہ سے پہچانے گا کہ یہ کلام حنفیہ نہیں آپ نے اتنا ہی دیکھا ہوتا کہ اس عبارت میں ہے الی جواز نبش قبورھم للمال ذھب الکوفیون والشافعی واشھب بھذا الحدیث حنفیہ کا محاورہ نہیں کہ اپنے ائمہ کا مذہب یوں بیان کریں کہ کوفے والے ادھر گئے ہیں قائل حنفی ہوتا تو ذھب ائمتنا یا اصحابنا یا علمائونا وامثال ذلک لکھتا یہ ابن القاسم و اشہب دونوں[۱] حضرات مالکی المذہب عالم ہیں خود امام ہمام کے شاگرد اور اُن کے مذہب میں اہل روایت و درایت جیسے ہمارے یہاں زفر و حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہم آپ کی مقدس بزرگی کہ مذہب حنفی کے صریح خلاف ایک مالکی عالم کی رائے پر فتوے دیتے اور اُسے اپنے زعم میں مذہب حنفی کی روایت سمجھ رہے ہیں حالانکہ ہمارے ائمہ تو ہمارے ائمہ وہ اس مذہب کے بھی امام مجتہد سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت نہیں اُن عالم مالکی کی اپنی رائے ہے جیسے وہ فرماتے ہیں لم ار بذلک باسا کاش بے مہلتی اتنی مہلت دیتی کہ آپ کو اپنی منقولہ عبارت سے دو ہی لفظ آگے بڑھنے دیتی تو آپکو کیا ملتا و ذکر اصحابنا یعنی ابن القاسم نے یہ کہا اور ہمارے علمانے یوں فرمایا اسی سے آپ کچھ تو چونکتے کہ یہ ابن القاسم ہمارے علما سے نہیں مگر ہاں جب نا فہمی کی ٹھہری تو آپ کو

[۱] دونوں حضرات کے مزار فاضل اعلام قرافہ میں ایک جا ہیں عطا خوارانے ہیں ان دونوں مزاروں کے بیچ میں دعا قبول ہوتی ہے ۱۲ منہ

و محیط کی عبارات جو مجیب دوم سلمہ نے نقل کیں کہ مقبرہ اگرچہ مندرس ہو جائے اُس
میں قبر کا نشان درکنار اموات کی ہڈی تک نہ رہے جب بھی اُس سے انتفاع حرام
اور ہمیشہ اُس کے لیے حکم مقبرہ رہے گا اسی طرح فتاوی ظہیریہ و خزانۃ المفتین و اسعاف
کی عبارات کہ مقبرۃ قدیمۃ بمحلۃ لم یبق فیہا آثار المقبرۃ لا یباح لاہل المحلۃ
الانتفاع بہا وان کان فیہا حشیش یحش منہا ویخرج الحشیش الی الدواب
ولا ترسل الدواب فیہا قطعاً مفید مدعا تھیں اور مجیب سوم کا یہ زعم کہ مجیب
صاحب نے جو روایت نقل کی ہے اُس سے بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا محض سوئے
فہم وجہل مبین سے ناشی ہے۔ مجیب سوم کو جب فقہ میں کوئی راہ نہ ملی ناچار متون و شروح
و فتاوائے مذہب سب بالائے طاق رکھ نصوص اصول و فروع فقہ حنفی سب سے
آنکھ بند کرکے شرح صحیح بخاری سے ایک روایت خارج عن المذہب پر قناعت کی
کہ ابن القاسم نے کہا کہ میری رائے میں جب مقبرے کے آثار مٹ جائیں اور اُس کی
حاجت نہ رہے تو وہاں مسجد بنا لینا جائز ہے عربی لفظوں کا ترجمہ دیکھ لیا اب یہ
ادراک کسے کہ یہ ابن القاسم کون ہیں کس مذہب کے عالم ہیں انکا قول مذہب
حنفی میں کہاں تک سُنا جا سکتا ہے اور وہ بھی خاص اُن کی اپنی رائے اور وہ بھی
اصول و فروع مذہب کے صریح خلاف مجیب صاحب علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح جامع
صحیح میں صرف اقوال مذہب پر اقتصار نہیں کرتے بلکہ ائمۂ اربعہ اور اُن سے بھی تجاوز
کرکے اُن کے تلامذہ و اصحاب وجوہ بلکہ اُن سے بھی گزر کر بعض دیگر سابق و لاحق بلکہ
بعض بد مذہبوں مثل داود ظاہری و ابن حزم تک کے اقوال نقل کر جاتے ہیں
بلکہ بارہا این و آں ہی کے قول پر قناعت فرماتے اور ائمۂ مذہب کا مذہب بیان
میں بھی نہیں لاتے۔ جاہل کہ تراجم علما سے آگاہ نہیں آپکی طرح دھوکا کھاتا ہے اور
خادم علم بحمد اللہ تعالیٰ فرق مراتب و تفرقۂ مذاہب کی خبر رکھتا ہے علامہ عینی

خامساً تنہا عمارت وقف ہوگی یا تنہا زمین یا دونوں ثانی بدیہی البطلان لان الوقف
لایوقف یونہیں ثالث لانہ علیہ یتوقف آول کا جواز ارض غیر محتکرہ میں صرف اُس
صورت میں ہے کہ یہ عمارت اُسی کام پر وقف ہو جس پر اصل زمین کا وقف ہے ہو الصحیح بل
ہو التحقیق وبہ التوفیق تو زمین مقبرہ اور دیواریں مدرسہ یہ محض وسوسہ فتاوے
علامہ خیر الدین رملی میں ہے سئل فی کرم مشتمل علی عنب وتین وارضہ وقف
سیدنا الخلیل علیہ وعلی نبینا وسائر الانبیاء افضل الصلوٰۃ واتم السلام
من الملک الجلیل ادعی رجل بانہ وقف جدہ ہل تسمع دعواہ اجاب لاتسمع
ولا تصح اذ الکرم اسم للارض والشجر وان ارید بہ الشجر فوقف الشجر علی جہۃ
غیر جہۃ الارض مختلف فیہ وقد قال صاحب الذخیرۃ وقف البناء من غیر
وقف الارض لم یجز ہو الصحیح وان ارید کل من الارض والشجر فبطلانہ بدیہی
التصور وان ارید الارض فبدیہیۃ البطلان اولی اھ ملتقطا اُسی میں اس کے
متصل ہے کیف یصح للواقف وقفہا علی نفسہ وہی وقف الخلیل علیہ الصلوٰۃ
والسلام اھ وہذا معنی قولہ فبطلانہ بدیہی التصور والمختار یہی ہے الذی حررہ
فی البحر اخذا من قول الظہیریۃ واما اذا وقفہ علی الجہۃ التی کانت البقعۃ
وقفا علیہا جاز اتفاقا تبعا للبقعۃ وان قول الذخیرۃ لم یجز ہو الصحیح مقصور
علی ما عدا صورۃ الاتفاق وہو ما اذا کانت الارض ملکا او وقفا علی جہۃ اخری
اھ وعلی ہذا فینبغی ان یستثنی من ارض الوقف ما اذا کانت معدۃ للاحتکار وبہ
یتضح الحال ویحصل التوفیق بین الاقوال اھ ملخصا وقد اوضحناہ فیما علقنا علیہ
سادساً مدرسہ یا کتب خانہ جو بنایا جائے گا جبکہ شرعاً وقف نہیں ہو سکتا لاجرم ملک
بانیان پر رہیگا اور اب یہ صراحۃً وقف میں تصرف مالکانہ اور اپنے انتفاع کے
لیے اُس میں عمارت بنانا ہوگا تو آفتاب کی طرح واضح کہ قاضی خاں و علمگیری

نہ کہ تغیر اصل وقف عقود الدریہ میں ہے لا یجوز للناظر تغییر صیغة الواقف کما افتی بہ الخیر الرملی والحانوتی وغیرہما سراج الوہاج وہندیہ میں ہے لا یجوز تغییر الوقف عن ہیأتہ فلا یجعل الدار بستانا ولا لولا للخان حماما ولا الرباط دکانا الا اذا جعل الواقف الی الناظر ما یری فیہ مصلحة الوقف فتح القدیر ورد المختار وشرح الاشباہ للعلامۃ البیری میں ہے الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ دون زیادة سرا اً بعباً مدرسہ یا کتب خانہ یا کوئی مکان کیا خالی دیواروں کا نام ہے ہر عاقل ادنی عقل والا بھی جانتا ہے کہ زمین ضرور اُس میں داخل تنہا دیواروں کو بنا وعلو کہتے ہیں نہ بیت وخانہ مدرسہ جائے درس محل درس زمین ہے یا دیواروں پر بیٹھکر درس ہوگا اور یوں بھی ہوتا ہم قرار استقرار کو انہا علی الارض سے کیا چارہ اور یہ زمین ایک بار ایک جہت کیلیے وقف ہو چکی دوبارہ وقفیت کیونکر معقول کہ واقف کا وقت وقف مالک موقوف ہونا شرط وقف ہے کہ ہمارے مذہب میں باتفاق اہل وقوف اُسپر صحت وقف موقوف اور وقف بعد تمامی کسی کی ملک نہیں تو خود اصل واقف بھی اگر دوبارہ اُسے وقف کرنا چاہے محض باطل ہوگا نہ کہ زید وعمرو بلکہ یہ حکم عام ہے خواہ وقف دوبارہ جہت اخرے پر ہو یا اُسی جہت اولے پر کہ علی الاول تحویل باطل ہے اور علی الثانی تحصیل حاصل والکل باطل بحر الرائق وعلمگیریہ وغیرہما میں ہے۔ اما شرائطہ فمنہا العقل والبلوغ ومنہا ان یکون قربة ومنہا الملک وقت الوقف وتفریع علی اشتراط الملک انہ لا یجوز وقف الاقطاعات ولا وقف ارض الحوز للامام اہ ملتقطا اسعاف میں ہے۔ اتفق ابو یوسف ومحمد رحمہما اللہ تعالی ان الوقف یتوقف جوازہ علی شروط بعضہا فی المتصرف کالملک فان الولایة علی المحل شرط الجواز والولایة تستفاد بالملک او ہی نفس الملک اُسی میں ہے لو وقف ارضا اقطعہ ایاہا السلطان فان کانت ملکا لہ او مواتا صح وان کانت من بیت المال لا یصح

ف زمین وقف کرنے کیلیے مالک ہونا شرط ہے شے ایک بار وقف ہو کر دوبارہ وقف نہیں ہوسکتی اور گنگوہی صاحب کی ناواقفی

ف زمین وقف میں کوئی عمارت دوسری غرض کے لیے وقف نہیں ہوسکتی اور گنگوہی صاحب کی ناوانی

صحیح ہے مگر مہمل وندا سے بے محل سوال اُس صورت خاصہ سے ہے جہاں شہرت موجود ہے اُس پر حکم کے لیے ہر جگہ شہرت کیا ضرور یوہیں دوم بھی اگر مقصود سلب وقفیت بحال انتفائے شہرت ہو اور انہیں دونوں صورتوں میں یہ قول کہ اکثر جگہ دیکھا گیا کہ گورستان وقف نہیں ہوتا رو بصحت رکھتا ہے اگرچہ کثیر واکثر میں فرق نہ کرنا ضیق نطاق بیان ہے اور اگر نفی وقفیت با وصف شہرت مراد تو محض مردود وظاہر الفساد اور اب وہ شہادت مشاہدہ اکثر بلا دصراحۃً حکایت بے محکی عنہ ہے متون وشروح وفتاوائے مذہب میں تصریحات جلیہ ہیں کہ شہرت ثبت وقفیت ومسوغ شہادت ہے کلام مجیب دوم مسلمہ ہیں بھی اس کی بعض نقول منقول پھر با وصف تسلیم دلیل شرعی نفی مدلول جہل قطعی۔ یہاں شہادت شہرت کو نہ ماننا نہ اسی مقبرے بلکہ عامہ اوقاف قدیمہ کو یکسر مٹا دینا ہے طول عہد کے بعد شہود معائنہ کہاں اور مجرد خط حجت نہیں فتاوے خیریہ میں ہے لا یعمل بمجرد الدفتر ولا بمجرد الحجۃ لما صرح بہ علمائونا من عدم الاعتماد علی الخط وعدم العمل بمکتوب الواقف الذی علیہ خطوط القضاۃ الماضین وانما العمل فی ذلک بالبینۃ الشرعیۃ اُسی میں ہے کتاب الوقف انما ھو کاغذ بہ خط وھو لا یعتمد علیہ ولا یعمل بہ کما صرح بہ کثیر من علمائنا والعبرۃ فی ذلک للبینۃ الشرعیہ وفی الوقف یسوغ للشاھد ان یشھد بالسماع ویطلق ولا یضر فی شھادتہ قولہ بعد شھادتہ لم اعاین الوقف ولکن اشتھر عندی او اخبرنی بہ من اثق بہ اب اگر شہرت بھی مقبول نہ ہو تو ہزاروں وقف سوا اس کے کہ محض بے ثبوت وباطل قرار پائیں اور کیا نتیجہ ہے ثالثاً مقبرے کے لیے وقف تسلیم کرکے اُس میں مدرسہ وغیرہ دوسرے مکان وقفی بنانے کو درست بتانا ظلم واضح وجہل فاضح ہے کہ اس میں صراحۃً تغییر وقف ہے اور وہ حرام ہے حتی کہ متولی کو بھی جو وقف پہ ولایت رکھتا ہے نہ کہ اجنبی حتی کہ علمائے تغییر ہیآت کی بھی بے اذن واقف اجازت نہ دی

ف وقف میں شہرت کافی ہے اور گنگوہی صاحب کی جہالت

ف وقف میں تبدیل حرام ہے اور گنگوہی صاحب

قلت قال ابن القاسم لو ان مقبرۃ من مقابر المسلمین عفت فبنی قوم علیہا مسجدا لم ار بذلک بأسا وذلک لان المقابر وقف من اوقاف المسلمین لدفن موتاہم لا یجوز لاحد ان یملکہا فاذا درست واستغنی عن الدفن فیہا جاز صرفہا الی المسجد لان المسجد ایضا وقف من اوقاف المسلمین لا یجوز تملیکہ لاحد فمعنا ہما علی ھذا واحد اور کتب فقہیہ میں بھی روایات جواز موجود ہیں مگر بندہ کو مہلت نہیں فقط

واللہ تعالی اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد
۱ ۱۳

الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ

الجواب صحیح بندہ مسکین محمد یسین عفی عنہ

محمد یسین عفی عنہ

الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ

جبکہ وہ مقبرہ نہایت کہنہ ہے اور اس وقت دفن کرنا وہاں متروک ہو گیا ہے تو بناء مدرسہ اُس جگہ میں خصوصاً حصہ خالی میں درست ہی البتہ اگر وہ مقبرہ فی الحال دفن اموات کے کام آتا ہو تو کوئی اور بنا اُس میں درست نہیں ہے قال فی العلمگیریۃ ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ کذا فی التبیین فقط واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

۱۳۰۷
فتوکل علی العزیز الرحمن

الجواب

اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جواب اول غلط صریح اور حکم ثانی حق وصحیح اور تحریر ثالث جہل قبیح ہے اولاً سوال میں صاف تصریح تھی کہ ایک سطح وقف زمین پھر مجیب سوم کی تشقیق کہ اگر وہ قبرستان وقف نہیں الخ محض شقشقہ بے معنے ہے ثانیاً قبرستان کو جو وقف مشہور کر دیتے ہیں یہ سب جگہ جاری نہیں اس کا یہ مشار الیہ شہرت ہے یا وقفیت اول

مسجد محتاج الی العمارۃ اوعلی العکس ھل یجوز للقاضی صرفا وقف ما استغنی عن العمارۃ ماھو محتاج الی العمارۃ فقال لا ولکن افی المحیط لہذا اُس زمین میں جو دفن کے لیے وقف ہو مدرسہ وغیرہ بنانا جائز نہوگا گو خالی ہی کیوں نہ ہو اور دوسرے اُس کا خالی ہونا فقط اتنی شہادت سے کہ ہماری عمر میں ہمارے علم میں کوئی میت دفن نہ کی گئی نہیں ثابت ہوسکتا بلکہ اس قدیم مقبرے کا پُر ہونا سمجھا جاتا ہی کہ جب دو تہائی زمین میں قبریں اس قدر پُرانی ہیں کہ سو برس سے لوگوں کے ہوش سے قبل کی ہیں تو اس ایک ثلث میں اس سے بھی پہلے کی ہونگی اور وہ بالکل منہدم ہوگئی ہوں زمین صاف معلوم ہوتی ہو زمین بھرجانے کی وجہ سے دفن کرنا چھوڑ دیا گیا ہو۔ ہاں اگر کوئی شخص بیان کرے کہ جب سے یہ زمین مقبرہ کے لیے وقف ہوئی کوئی میت اس تہائی میں نہ دفن کی گئی تو البتہ خالی ہونا ثابت ہوسکتا ہے پھر بھی مدرسہ وغیرہ سوائے دفن کے دوسرے کام میں لانا ناجائز ہے واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ عبدہ العاصی فضل الٰہی عفی عنہ ہذا الجواب صحیح کتبہ عبدالرزاق عفی عنہ۔

الجواب الثانی صحیح کتبہ احمد حسن عفی عنہ

جواب مولوی رشید احمد گنگوہی و دیوبندیان الجواب یہ جواب صحیح نہیں ہے اور مجیب صاحب نے جو روایت نقل کی ہے اُس سے بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا الحاصل اگر وہ قبرستان وقف نہیں ہے تو کچھ کلام نہیں اور قبرستان کو جو وقف مشہور کردیتے ہیں یہ سب جگہ جاری نہیں اکثر جگہ دیکھا گیا ہے کہ گورستان وقف نہیں ہوتا اور بعد تسلیم اس بات کے کہ وہ وقفی ہے اُس صورت میں کہ وہاں دفن اموات کا ایک مدت دراز سے بند ہے تو اُس میں دوسرا امکان وقفی بنادینا درست ہی لہذا مدرسہ وقفی بنانا اُس گورستان میں جائز ہی چنانچہ اس روایت سے واضح ہی عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ فان قلت ھل یجوز ان تبنی المساجد علی قبور المسلمین

خلاصۂ جواب جناب مولوی احمد حسن صاحب صورت مسئولہ میں اس مقام پر کتب خانہ و مدرسہ بنانا ناجائز ہے اس لیے کہ یہ جگہ جب مقبرہ کے نام سے مشہور اور وقف ہے تو شرعاً یہ مقبرہ سمجھا جائیگا اور اس مقبرہ کے لیے یہ زمین وقف ہو گی اور اُس کی شہرت اس کے ثبوت کے لیے دلیل کافی ہے درمختار میں ہے تقبل فیه الشهادة بالشهرة الخ ردالمحتار میں ہے الخ علمگیریہ الشهادة على الوقف بالشهرة تجوز الخ اور اس کے مندرس ہو جانے سے دوسرا کوئی نفع لینا درست نہوگا قاضی خاں مطبوعہ مصر جلد ثالث صـ ۳۱۴ مقبرة قديمة بمحلة لم يبق فيها اثار المقبرة هل يباح لاهل المحلة الانتفاع بها قال ابو نصر رحمه الله تعالى لا يباح علمگیری جلد ثانی مطبوعہ مصر صـ ۴۷۰ و ۴۷۱ سئل القاضي الامام شمس الائمة محمود الاوزجندي في المقبرة اذا اندرست ولم يبق فيها اثر الموتى لا العظم ولا غيره هل يجوز زرعها واستغلالها قال لا ولها حكم المقبرة كذا في المحيط نہ عدم جواز انتفاع بالمقبرة امام زیلعی کی اس عبارت کے خلاف ہے اس لیے کہ اُنھوں نے جواز میت کے بوسیدہ اور خاک ہو جانے پر مرتب فرمایا ہے اور یہاں عدم جواز اس وجہ سے نہیں بلکہ بسبب مقبرہ کے وقف ہونے کے ہے جیسا کہ مصحح نے علمگیریہ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے عبارت منقولہ علمگیریہ پر یہ عبارت لکھی ہے قوله قال لا هذا لا ينافي ما قاله الزيلعي لان المانع هھنا كون المحل موقوفا على الدفن فلا يجوز استعماله في غيره فليتأمل ويحرز اه مصححه اور مسائل سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ غیر جنس کی طرف نقل وقف جائز نہیں علمگیریہ جلد ثانی صـ ۴۷۸ سئل شمس الائمة الحلواني عن مسجد او حوض خرب ولا يحتاج اليه لتفرق الناس هل للقاضي ان يصرف اوقافه الى مسجد اخر او حوض اخر قال نعم ولو لم يتفرق الناس ولكن استغنى الحوض عن العمارة وهناك

بڑھکر کون محکم ہے لہذا اس استفتے کو اپنے ہمراہ لیتے جاؤ اور مولنا سے جواب لکھوالو اور فوراً روانہ کردو چونکہ میرا ارادہ حاضری کا تھا میں نے استفتاء لیا اور اتفاق کہ میں حاضر نہ ہوسکا اور یہ بہت ضروری ہے لہذا اس عریضہ کو مع ہمراہ سید عبد الشکور صاحب حاضر خدمت کرتا ہوں اسی وقت فیصلہ لکھدیجیے اور سید صاحب ہی کے ہمراہ واپس فرمایئے کہ میں روانہ کردوں مولوی احمد حسن صاحب انتظار میں ہونگے۔

نقل استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک سطح وقف زمین کہ قبرستان کے نام سے مشہور ہے جس کی ایک طرف چند پرانی شکستہ قبریں پائی جاتی ہیں الخ (بعینہ سوال آمدہ از کلکتہ امرتلا لین و از کانپور بازار بتیا گنج ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۱ھ کہ عنقریب فتاوے میں گزرا) جواب اہالی مدرسہ جامع العلوم ایسے مقام پر کتب خانہ اور مدرسہ بنانا جائز ہے لعدم المانع اور اگر بوسیدہ ہڈی اتفاقی طور پر نکل آئیں تو اُس کو کہیں دفن کردے وقال الزیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ و زرعہ والبناء علیہ اھ شامیہ صفحہ ۵۹۹ واللہ اعلم

الاحقر محمد رشید مدرس دوم مدرسہ جامع العلوم کانپور

دو عالم زرفیق محمد رشید
۱۳ ھ ۱۳

من اجاب فقد اصاب - محمد عبد اللہ عفی عنہ

ہذا الجواب غیر صحیح لانہ مخالف لعبارۃ الفقہاء

محمد عبد الرزاق مدرس مدرسہ امداد العلوم کانپور

محمد عبد الرزاق

فی المقبرة بد من واحد وفی السقایة بشربه وفی الخان بنزوله ہدایہ وہندیہ
میں ہے وعند ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یزول ملکہ بالقول کما ھو اصلہ
وعند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اذا استقی الناس من السقایة وسکنوا الخان
والرباط ودفنوا فی المقبرة زال الملك ویکتفی بالواحد لتعذر فعل الجنس
کله وعلی هذا البئر والحوض درمنتقی وشامی میں ہے قدم فی التنویر والدرر
والوقایة وغیرها قول ابی یوسف وعلمت ارجحیته فی الوقف والقضاء بس
صورت مستفسرہ میں وہاں مدرسہ وکتب خانہ بنانا ہی جائز نہیں اگرچہ مردہ کی
ہڈی نہ نکلے اور نکلنے کی حالت میں ممانعت اور اشد ہو جائے گی کہ قبر مسلم کی
بے حرمتی ہوئی کما بیناہ فی الامر باحترام المقابر واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتوائے ثانیہ

مسئلہ از کانپور مسجد رنگیان مرسلہ مولوی شاہ احمد حسن صاحب مرحوم بوساطت
جناب مولنا مولوی وصی احمد صاحب ۱۲- جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۲۱ھ
بخدمت سراپا برکت مولنا صاحب مجدد مائۃ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ امام جماعت
عالم سنت مولنا وسیدنا المولوی محمد احمد رضا خاں صاحب تمت فیوضاتہم
وعمت سکنة المشارق والمغارب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کانپور مولوی
احمد حسن صاحب سے ملاقات ہوئی کہتے تھے کہ بالفعل ایک اشد ضرورت ہے
وہ یہ کہ جامع العلوم والوں نے ایک فتویٰ لکھا مستفتی میرے پاس لایا میں نے
اُن کے خلاف جواب لکھا جامع العلوم والوں نے اُس کو دیوبند بھیجا انھوں نے
اپنے ہم مذہبوں کے جواب کی تصدیق کی مستفتی پھر میرے پاس آیا کہ اب میں کس کے
قول پر عمل کروں میں نے کہا کہ جو فیصلہ حکم کرے اُس پر عمل کرو۔ حضرت مولنا سے

اسّی سے سو برس کے بزرگوں سے تحقیق کرنے پر وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے ہوش سے ہم لوگوں کے جانتے ہیں کسی حصہ اس سطح زمین میں کوئی میت دفن نہیں ہوا ہے اس پر چند مسلمانان عالی ہمت نے اس تہائی خالی سطح زمین پر مدرسہ وکتب خانہ بنانے کے لیے حاکم وقت سے درخواست کی تحقیق کرنے کے بعد کہ وہاں کوئی قبر نہیں ہے حاکم نے اجازت دی۔ اُن حضرات نے مدرسہ وکتب خانہ بنانے کے لیے تمام سامان فراہم کیا ہے۔ اس صورت میں ایسے مقام پر مدرسہ وکتب خانہ بنانا درست ہے یا نہیں اور مدرسہ کی نیو کھودتے وقت اگر احیاناً وہاں مُردہ کی بوسیدہ ہڈی نکلے تو اُس کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

وقف کی تبدیل جائز نہیں۔ جو چیز جس مقصد کے لیے وقف ہو اُسے بدل کر دوسرے مقصد کے لیے کر دینا روا نہیں جس طرح مسجد یا مدرسہ کو قبرستان نہیں کر سکتے۔ یونہی قبرستان کو مسجد یا مدرسہ یا کتب خانہ کر دینا حلال نہیں سراج وہاج پھر فتاوی ہندیہ میں ہے لا یجوز تغییر الوقف عن ھیأتہ فلا یجعل الدار بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دکانا الا اذا جعل الواقف الی الناظر ما یری فیہ مصلحۃ الوقف اھ قلت فاذا لم یجز تبدیل الھیأۃ فکیف بتغییر اصل المقصود اور اس بارہ قبرستان میں سو برس سے کوئی قبر نہ ہو اُسے قبرستان ہونے سے خارج نہیں کر سکتا امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول مفتیٰ بہ پر تو واقف کے صرف اتنے کہنے سے کہ میں نے یہ زمین دفن مسلمانان کے لیے وقف کی یا اس زمین کو مقبرۂ مسلمین کر دیا وہ تمام زمین قبرستان ہو جاتی ہے اگرچہ ہنوز ایک مردہ بھی دفن نہ ہوا ہو اور امام محمد کے قول پر ایک شخص کے دفن سے ساری زمین قبرستان ہو جاتی ہے اسعاف پھر ردالمحتار میں ہے تسلیم کل شئ بحسبہ

ایک دن زمین میں جانا اور بے کس بے بس ہو کر پڑنا ہی جیسے آج یہ لوگوں کے ساتھ پیش آتے ہیں ویسا ہی اور لوگ کل ان کے ساتھ کریں گے عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما تدین تدان اخرجہ ابن عدی فی الکامل عن ابن عمر واحمد فی المسند عن ابی الدرداء وعبد الرزاق فی الجامع عن ابی قلابۃ مرسلاً وھو عند الآخرین قطعۃ حدیث قلت ولہ شواھد جمۃ وھو من جوامع کلمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی طرف شکوے کہ یہ بلا ان جاہلوں میں ان اجہلوں کی پھیلائی ہوئی ہے جنہوں نے اموات کو بالکل پتھر سمجھ لیا کہ مر گئے اور خاک ہو گئے نہ اب کچھ سنیں نہ سمجھیں نہ کسی چیز سے ایذا یا راحت پائیں اور جہاں تک بن پڑا قبور مسلمین کی عظمت قلوب عوام سے چھیل ڈالی فانا للہ وانا الیہ راجعون

وصل دوم

فتوائے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اولیٰ

مسئلہ از کلکتہ امرتلا لین نمبر مرسلہ حاجی لعل خاں صاحب وبار دوم بلفظہ از کانپور بازار نیا گنج کمپنی داؤجی دادا بھائی سورتی مرسلہ عبد الرحیم صاحب ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمھم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک سطح وقفہ زمین جو کہ قبرستان کے نام سے مشہور ہے جس کی ایک طرف چند پرانی شکستہ قبریں پائی جاتی ہیں اور باقی ایک تہائی سطح میدان پڑا ہوا ہے اور وہاں کے عمر رسیدہ قریب

عدی فی الکامل والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی السنن والخطیب فی التاریخ کلھم عن الجارود عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس اور بعد موت کیسا ہی فاسق فاجر ہو اُس کے بُرا کہنے اور اُسکی بُرائیاں ذکر کرنے سے منع فرمایا کہ وہ اپنے کئے کو پہنچ گیا اخرج الامام احمد والبخاری والنسائی عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا تسبوا الاموات فانھم قد افضوا الی ما قدموا واخرج ابوداود والترمذی والحاکم والبیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویھم واخرج النسائی بسند جید عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تذکروا ھلکاکم الا بخیر بعد اس اطلاع کے بھی اگر ایسے اشخاص اپنی حرکت سے باز نہ آئیں تو اب اُن کی گستاخیاں عوام مؤمنین کے ساتھ ہی نہیں بلکہ حضرات اولیائے کرام کے ساتھ بھی ہونگی اور اشد واعظم مصیبت اُس کی جو اولیا کی جناب رفیع میں گستاخی ہو نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ جل جلالہ فرماتا ہے من عادلی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب جو میرے کسی ولی سے دشمنی باندھے تو بیشک میں نے اُس سے لڑائی کا اعلان کر دیا رواہ الامام البخاری عن سیدنا ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقول وکفے بالجامع الصحیح حجۃ وان کان فی القلب الذھبی ما کان غرض اُن لوگوں پر ضرور ہے کہ اپنے حال سقیم پر رحم کریں اور خدائے جبّار قہار جل جلالہٗ کے انتقام سے ڈریں اور مسلمانوں کے اموات کو ایذا نہ پہنچائیں آخر انہیں بھی اپنے امثال کی طرح

فی التیسیر شرح الجامع الصغیر اور ظاہر ہے کہ مقابر مسلمین میں صدہا مسلمانوں کی قبریں ہوتی ہیں بلکہ خدا جانے ایک ایک قبر میں کس کس قدر دفن ہیں تو بالضرورۃ اُن میں بندگانِ مقبول بھی ضرور ہونگے بلکہ اس امر کی اموات میں زیادہ امید ہے کہ بہت بندے خدا کے جو زندگی میں آلودہ گناہ تھے بعد موت پاک و طیب ہوگئے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الموت کفارۃ لکل مسلم موت کفارہ گناہ ہے ہر سُنی مسلمان کے لیے اخرجہ ابونعیم والبیہقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال السیوطی صححہ ابن العربی اسی لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا فاجر معلن کے فسق و فجور کا اُس کی زندگی میں اعلان کیا جائے تاکہ لوگ اُس سے احتراز کریں اخرجہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ والترمذی فی النوادر والحاکم فی الکنی والشیرازی فی الالقاب وابن

---

۵ فائدہ جلیلہ محاورہ قرآن وحدیث میں مومن ومسلم خاص اہلسنت کو کہتے ہیں کہ زمانہ نزول قرآن عظیم وارشاد احادیث کریمہ میں صرف اہل حق اہلسنت اہل جماعت ہی تھے اس زمانہ برکت نشان میں کسی بدمذہب مبتدع کا ہونا محال تھا کہ بدمذہبی شبہہ فنا ذیل سے پیدا ہوتی ہے جسے یقین قطعی سے بدلنے والے حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ فرما تھے اگر شبہہ گزرتا حضور کشف فرماتے شبہہ الا مانتا تو سُنی ہوتا نہ مانتا تو کافر ہوجاتا یہ بیچ کی شق وہاں ممکن ہی نہ تھی ولہذا آیہ کریمہ ویتبع غیر سبیل المومنین سے جب علمانے حجیت اجماع پر استدلال کیا تصریح فرمادی کہ مبتدعین کا اتفاق اجماع میں ملحوظ نہیں کہ مومنین سے مراد امت اجابت ہیں مبتدعین امت اجابت نہیں امت دعوت ہیں دیکھو توضیح وتلویح بحث اجماع وغیرہ یہ فائدہ نفیسہ یاد رکھنے کا ہے کہ انما المومنون اخوۃ وغیرہا آیات واحادیث میں مومنین سے اہلسنت ہی مراد ہیں انھیں کے باہم اتفاق واتحاد کا حکم ہے ندوہ خذلہا اللہ تعالیٰ کی تعمیم اور تمام گمراہوں بدمذہبوں سے اتحاد ووداد کی تعلیم سب بدیدینوں کی تکریم وتعظیم پر ان نصوص کو پیش کرنا محض بددینی وضلالت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ حفظہ ربہ۔

بعض المتاخرین اور اس فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے حضرت سیدی ابوالحسین احمد نوری مدظلہ العالی سے سُنا کہ ہمارے بلاد میں مارہرہ مطہرہ کے قریب ایک جنگل میں گنج شہیداں ہے کوئی شخص اپنی بھینس لیے جاتا تھا ایک جگہ زمین نرم تھی ناگاہ بھینس کا پاؤں جا رہا معلوم ہوا یہاں قبر ہے قبر سے آواز آئی اے شخص تو نے مجھے تکلیف دی تیری بھینس کا پاؤں میرے سینے پر پڑا وفیہا قصۃ لطیفۃ تدل علی عظیم قدرۃ اللہ وعجیب صنعہ فی الشہداء اب بحمد اللہ تعالیٰ حکم مسئلہ مثل آفتاب روشن ہوگیا جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر پر بیٹھنے اور اُسے تکیہ لگانے اور مقابر میں جوتہ پہنکر چلنے والوںکو منع فرمایا اور علما نے اس خیال سے کہ قبور پر پاؤں نہ پڑے گورستان میں جو راستہ جدید نکالا گیا ہو اُس میں چلنے کو حرام بتایا اور حکم دیا کہ قبر پہ پاؤں نہ رکھیں بلکہ اُس کے پاس نہ سوئیں سنت یہ ہے کہ زیارت میں بھی وہاں نہ بیٹھیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ بلحاظ ادب پاس بھی نہ جائیں دور ہی سے زیارت کر آئیں اور قبرستان کی خشک گھاس اگرچہ جانوروں کو کھلانا جائز فرمایا مگر یہ کہ یہاں سے کاٹ کر لے جائیں نہ کہ جانوروں کو مقابر میں چرائیں اور تصریح فرمائی کہ مسلمان کی عزت مُردہ و زندہ برابر ہے اور جس بات سے زندوں کو ایذا پہنچتی ہے مُردے بھی اُس سے تکلیف پاتے ہیں اور اُنھیں تکلیف دینا حرام تو خود ظاہر ہوا کہ یہ فعل مذکور فی السوال کس قدر بے ادبی و گستاخی و باعث گناہ و استحقاق عذاب ہے جب مکان سکونت بنایا گیا تو چلنا پھرنا بیٹھنا لیٹنا قبور کو پاؤں سے روندنا اُن پر پاخانہ پیشاب جماع سب ہی کچھ ہوگا اور کوئی دقیقہ بے حیائی اور اموات مسلمین کی ایذا رسانی کا باقی نہ رہیگا والعیاذ باللہ رب العلمین علما فرماتے ہیں جہاں چالیس مسلمان جمع ہوتے ہیں اُن میں ایک ولی اللہ ضرور ہوتا ہے کما صرح بہ العلامۃ المناوی رحمہ اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں لا باس بزیارۃ القبور والدعاء للاموات ان کانوا مومنین من غیر وطاء القبور کما فی البدائع والملتقط اھ طریقہ محمدیہ میں ہے من اٰفات الرجل المشی علی المقابر اھ امام علامہ محقق علی الاطلاق اُن لوگوں پر اعتراض فرماتے ہیں جن کے اعزا واقربا کے گرد مخلوق دفن ہے وہ اُن کی قبروں کو روندتے ہوئے اپنے عزیزوں کی گور تک جاتے ہیں اُنھیں چاہیے کنارہ گورستان سے زیارت اور دعا کرلیں اور اُن کی قبروں کے قریب نہ جائیں فقد قال فی الفتح یکرہ الجلوس علی القبر ووطؤہ وح فما یصنعہ من دفنت حول اقاربہ خلق من وطأ تلک القبور الی ان یصل الی قبر قریبہ مکروہ اھ امام محدث حافظ الحدیث ابو بکر بن ابی الدنیا حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی اقبلت من الشام الی البصرۃ فنزلت الخندق فتطہرت وصلیت رکعتین باللیل ثم وضعت راسی علی قبر فنمت ثم انتبہت فاذا بصاحب القبر یشتکی ویقول لقد اذیتنی منذ اللیلۃ الخ یعنی میں ملک شام سے بصرہ کو آتا رات کو خندق میں اُترا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پہ سر رکھکر سو رہا جاگا تو ناگاہ سُنا کہ صاحب قبر شکایت کرتا اور فرماتا ہے کہ تو نے رات بھر مجھے ایذا دی۔ نیز امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت ابو عثمان نہدی وہ ابن مینا تابعی سے راوی میں مقبرہ میں گیا دو رکعت پڑھکر لیٹ رہا خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سُنا صاحب قبر کہتا ہے قم فقد اذیتنی اُٹھ کہ تو نے مجھے ایذا دی امام حافظ ابو منذہ قاسم بن مخیمرہ سے راوی کسی شخص نے ایک قبر پہ پاؤں رکھا قبر سے آواز آئی الیک عنی یا رجل ولا تؤذنی اپنی طرف ہٹ اے شخص میرے پاس سے اور مجھے ایذا نہ دے ذکرہما العلامۃ السیوطی فی شرح الصدور اقول وفیہما تائید لما علیہ عامۃ علمائنا خلافا للامام ابی جعفر ومن تابعہ من

وشرح شرعہ سے من السنة ان لا یطأ القبور فی نعلیه فان النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم کان یکرہ ذلك الخ اور امام شمس الائمہ حلوانی سے انه قال یکرہ اور امام علی ترجمانی سے قال یاثم بوطاء القبور لان سقف القبر حق المیت اھ اقول وھذا نص علی ما اخترنا من کراھة التحریم اذ لا اثم فی المکروہ تنزیھا[1] لان مرجعه الی خلاف الاولی ولانه[2] ربما تعمدہ النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم بیانا للجواز والنبی معصوم عن تعمد الاثم ولان[3] المؤثم لا یجوز فلا معنی لبیان الجواز ولانھم[4] صرحوا انه یجامع الاباحة کما فی اشربة ردالمحتار عن العلامة ابی السعود والمعصیة لا تجامعھا ولانھم[5] یعبرون عنھا بنفی البأس وای باس اعظم من الاثم ولان[6] المؤثم واجب الترك وما وجب ترکه کان فعله مقاربا للحرام وھذا معنی کراھة التحریم ولانھم[7] نصوا ان فاعل المکروہ تنزیھا لا یعاقب اصلا کما فی التلویح مع ما اعتقدنا ان للہ تعالی ان یعاقب علی کل جریرة ولا صغیرة فھذہ بحمد اللہ سبعة دلائل ناطقة بان ما وقع عن بعض ابناء الزمان فی رسالة شرب الدخان من ان المکروہ تنزیھا من الصغائر غلط فاحش وخطأ عظیم نعم قد صرح البحر فی بحرہ ان المکروہ تحریما منھا فتثبت ولا تخبط نور الایضاح اور اُس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے فصل فی زیارة القبور ندب زیارتھا من غیر ان یطأ القبور اُسی میں ہے کرہ وطؤھا بالاقدام لما فیه من عدم الاحترام وقال قاضی خاں لو وجد طریقا فی المقبرة وھو یظن انه طریق احدثوہ لا یمشی فی ذلك وان لم یقع فی ضمیرہ لا باس بان یمشی فیه اھ ملخصا اقول وھذا ایضا دلیل ما اخترناہ فانه علق نفی البأس علی ان لا یقع فی قلبه انه طریق علی قبر فافاد وجود البأس فیما اذا وقع ذلك فی نفسه وایضا قد تقدم التصریح بالحرمة عن الشامی والطحطاوی عن علمائنا رحمھم اللہ تعالی علامہ اسمعیل نابلسی حاشیہ درروغرر میں

درایۃ فکیف اذا کان ھو الاشھد لاظھر الاکثر الازھر وبھذا یضعف ما زعم العلامۃ البدر فی العمدۃ فتبصر انہیں احادیث سے ہمارے علماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بے ضرورت[1] قبر پر چلنے اور اس پر بیٹھنے اور پاؤں رکھنے سے منع فرمایا کہ یہ سب حرمت مومن کے خلاف اور ترک ادب و گستاخی ہے ففی النوادر والتحفۃ والبدائع والمحیط وغیرہا ان ابا حنیفۃ کرہ وطء القبر والقعود والنوم او قضاء الحاجۃ علیہ کذا نقل العلامۃ ابن امیر الحاج فی الحلیۃ اقول والکراھۃ عند الاطلاق کراھۃ تحریم کما صرحوا بہ مع ما یفیدہ من النھی الوارد فی الاحادیث مطلقا بلا ایناء ولا ایذاء ولا احترام فھذا ما ندبنی اللہ تعالیٰ بہ وان قیل وقیل حاشیہ طحطاویہ علی شرح نور الایضاح میں سراج وہاج سے ہے ان لم یکن لہ طریق الا علی القبر جاز لہ المشی علیہ للضرورۃ اھ اقول وھذا ایضا دلیل علی ما اخترنا من کراھۃ التحریم فان المفہوم المخالف معتبر فی الروایات وکلام العلماء بالاتفاق فافاد ان المشی لا یجوز بلا ضرورۃ وما لا یجوز فادناہ کراھۃ التحریم سیدی عبد الغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں قال الوالد ..... رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی الدرر ویکرہ ان یطاء القبر لما روی عن ابن مسعود الخ وذکر الاثر الذی رویناہ اور محیط سے نقل فرمایا یکرہ ان یطأ علی القبر یعنی بالرجل ویقعد علیہ اھ قولہ یعنی بالرجل قلت فسر بذلک لئلا یحمل علی الجماع اقول ویکرہ ایضا بل اشد لما فیہ من زیادۃ الاستخفاف کالوطء علی سطح المسجد مع الدلالۃ علی تناھی القلب فی تناسی الموت فکان الحمل علی الوطء بالرجل لیکون ادخل فی النھی عن الوطء بمعنی الجماع بطریق دلالۃ النص لا لانہ غیر مکروہ ھکذا ینبغی ان یفھم اور جامع الفتاوے سے لائے انہ والتراب الذی علیہ حق المیت فلا یجوز ان یوطاء اور مجتبے سے ان المشی علی القبور یکرہ اور شرعۃ الاسلام

---

[1] قولہ بے ضرورت الخ صورت ضرورت مثلاً قبرستان میں [illegible] ان اموات کے [illegible] دعا و استغفار کے لیے [illegible]

حاشیہ — فی حاشیۃ العلامۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح عن شرح المشکوۃ الوطأ لحاجۃ کدفن المیت لا یکرہ اھ وعن السراج فان لم یکن لہ طریق الا علی القبر جاز لہ المشی علیہ للضرورۃ ۱۲ منہ

کمافی المشکوٰۃ قلت وھذا الحدیث لایلائمہ تاویل الامام ابی جعفر والنھی عن شئی لاینافی النھی عن اعم منہ فافھم شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ شرح میں فرماتے ہیں شاید کہ مراد آنست کہ روح وے ناخوشش میدارد وراضی نیست بتکیہ کردن بر قبر وے از جہت تضمن وے اہانت واستخفاف را بوے اھ ۲ اقول اس توجیہ پر امام علامہ محدث عارف باللہ حکیم الامۃ سیدی محمد بن علی ترمذی قدس سرہٗ نے جزم فرمایا تصریح فرماتے ہیں کہ ارواح کو اُن کی بے حرمتی وتنقیص شان معلوم ہوجاتی ہے لہٰذا ایذا پاتے ہیں سیدی عبد الغنی فی الحدیقۃ عن نوادر الاصول معناہ ان الارواح تعلم بترک اقامۃ الحرمۃ والاستھانۃ فتتأذی بذلک اھ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لان امشی علی جمرۃ اوسیف اواخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر البتہ چنگاری یا تلوار پر چلنا یا جوتا پاؤں سے گانٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی قبر پر چلوں رواہ ابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واسنادہ جید کما افادہ المنذری سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لان اطأ علی جمرۃ احب الی من ان اطأ علی قبر مسلم بیشک مجھے آگ پر پاؤں رکھنا زیادہ پیارا ہے مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے سے رواہ الطبرانی فی الکبیر باسناد حسن قالہ الامام عبد العظیم انھیں صحابی اجل سے کسی نے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا کما اکرہ اذی المؤمن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ یعنی جس طرح مسلمان کی ایذا اُس کی زندگی میں مکروہ جانتا ہوں یونہیں بعد موت کے اُس کی ایذا کو ناپسند رکھتا ہوں اخرجہ سعید بن منصور فی سننہ کما فی شرح الصدور ۱ اقول وھذہ الاحادیث تؤید ما اخترنا وتؤذن ان تاویل ابی جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ لیس فی محلہ فیما فی عامۃ الکتب تاخذ لاعتضادھا بنصوص الاحادیث ولانہ علیہ الاکثر وقد نصوا ان العمل بما علیہ الاکثر وانہ لایعدل عن روایۃ ما وافقتھا

وغیرھم عن بشیر بن الخصاصیۃ واللفظ للامام الحنفی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رأی رجلا یمشی بین القبور فی نعلین فقال ویحک یا صاحب السبتیتین الق سبتیتک اھ السبتیۃ بکسر المہملۃ وسکون الموحدۃ ھی التی لا شعر فیھا قال القاضی عیاض کان من عادۃ العرب لبس النعال بشعرھا غیر مدبوغۃ وکانت المدبوغۃ تعمل بالطائف وغیرہ الخ فاضل محقق حسن شرنبلالی اور اُن کے استاد علامہ محمد بن احمد حموی فرماتے ہیں چلنے میں جو آواز کفش پا سے پیدا ہوتی ہے اموات کو رنج دیتی ہے حیث قال فی مراقی الفلاح اخبرنی شیخی العلامۃ محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمہ اللہ تعالی بانھم یتأذون بخفق النعال انتھی اھ اقول ووجھہ ما سیأتی عن العارف الترمذی رحمہ اللہ تعالی نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لان یجلس احدکم علی جمرۃ فتحرق ثیابہ فتخلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر بیشک آدمی کو آگ کی چنگاری پر بیٹھا رہنا یہاں تک کہ وہ اُس کے کپڑے جلا کر جلد تک توڑ جائے اُس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے رواہ مسلم وابو داود والنسائی وابن ماجۃ عن سیدنا ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا ارشاد فرمایا او قبر پر بیٹھنے والے قبر سے اُتر آ صاحب قبر کو ایذا نہ دے نہ وہ تجھے ایذا پہنچائے اخرج الطحاوی فی معانی الآثار والطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن والحاکم وابن مندۃ عن عمارۃ بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ قال رأنی رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم جالسا علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من علی القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک ولفظ الامام الحنفی فلا یؤذیک اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی مسند میں یوں روایت کیا عمرو بن حزم کو نبی صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا لا تؤذ صاحب القبر صاحب قبر کو ایذا نہ دے

حرمۃ المؤمن بعد موتہ باقیۃ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی حرمت بعد موت کے بھی ویسے ہی باقی ہے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اذی المؤمن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ مسلمان مُردہ کو ایذا دینا ایسا ہی جیسے زندہ کو رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ علما فرماتے ہیں المیت یتاذی بما یتاذی بہ الحی جن بات سے زندوں کو ایذا پہنچتی ہے مُردے بھی اُس سے تکلیف پاتے ہیں کذا فی رد المحتار وغیرہ من معتمدات الاسفار علامہ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات میں امام علامہ ابو عمر یوسف بن عبد البر سے نقل فرماتے ہیں از ینجا مستفاد میگردد کہ میت متالم میگردد بتمام انچہ متالم میگردد بداں حی ولازم این ست کہ متلذذ گردد بتمام انچہ متلذذ میشود بداں زندہ انتہےٰ کلامہ یہاں تک کہ ہمارے علمانے تصریح فرمائی کہ قبرستان میں جو نیا رستہ نکالا گیا ہو اُس میں آدمیوں کو چلنا حرام ہے فی الشامیۃ عن الطحطاوی اٰخر کتاب الطہارۃ نصوا علی ان المرود فی سکۃ حادثۃ منھا حرام اور فرماتے ہیں مقبرے کی سبز گھاس کاٹنا حرام ہے کہ جبتک وہ تر رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اُس سے اموات کا دل بہلتا ہے اور اُن پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے ہاں خشک گھاس کاٹ لینا جائز مگر وہاں سے تراش کر جانوروں کے پاس لیجائیں اور یہ ممنوع ہے کہ انھیں گورستان میں چرنے چھوڑ دیں فی جنائز رد المحتار یکرہ ایضا قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرۃ دون الیابس کما فی البحر والدرر وشرح المنیۃ وعللہ فی الامداد بانہ مادام رطبا یسبح اللہ تعالیٰ فیونس المیت وتنزل بذکرہ الرحمۃ اھ ونحوہ فی الخانیۃ انتہےٰ وفی العلمگیریۃ عن البحر الرائق لوکان فیھا حشیش یحش ویرسل الی الدواب ولا ترسل الدواب فیھا اھ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مقابر میں جوتا پہنے چلتے دیکھا ارشاد فرمایا ہائے کمبختی تیری اے طائفی جوتے والے پھینک اپنی جوتی اخرجہ الائمۃ ابو داود والنسائی والطحاوی

وحزبہ المکرمین عند اللہ جمیعا واشتاتا۔

جزی اللہ المجیب خیرا وثیب

جامع الفضائل قامع الرذائل حامی السنن ماحی الفتن مولنا مولوی محمد عمرالدین جعلہ اللہ کاسمہ عمرالدین وتسجیہ ورعیہ عمرالدین کا جواب ناریج مناہج صواب کافی ووافی ہے مگر بحکم المامور معذ وربنظر تکثیر افاضہ دو وصل مفید کا اضافہ منظور وصل اول اس بیان مجیب کی تائید وتصویب میں کہ قبور مسلمین کی تعظیم ضرور اور اہانت محظور اور یہ کہ کیا کیا امور موجب ایذائے اصحاب قبور ہیں اگر سلسلۂ سخن میں بعض امور مذکورۂ جواب کا اعادہ ہو تو غیر محذور کہ تکرر قرع موجب مزید تاکید واوقع فی الصدر وع والمسلک ماکررنہ یتضوع۔ وصل دوم میں احقاق مرام وازہاق اوہام وتبکیت مخطیان نجدیہ لیام اور اس امر کا بیان کامل وتام کہ مقابر عام مسلمین میں کوئی وقفی مکان بھی بنانا حرام نہ کہ اپنی سکونت وآرام کا مقام نیز روایت علامہ زیلعی کی تحقیق انیق اس وصل میں دو فتوائے فقیر کی نقل پر قناعت ہے کہ ان میں بحمد اللہ تعالی کفایت ہے وباللہ التوفیق۔

وصل اول

علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ مسلمان کی عزت مردہ وزندہ برابر ہے محقق علی الاطلاق رحمۃ اللہ تعالی فتح القدیر میں فرماتے ہیں الاتفاق علی ان حرمۃ المسلم میتا کحرمتہ حیا اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں کسر عظم المیت واذ اکسرہ حیا مردے کی ہڈی توڑنا اور اسے ایذا پہنچانا ایسا ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا رواہ الامام احمد وابوداود وابن ماجۃ باسناد حسن عن ام المومنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ تعالی عنہا یہ حدیث مسند الفردوس میں ان لفظوں سے ہے سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں المیت یؤذیہ فی قبرہ مایؤذیہ فی بیتہ مردے کو قبر میں بھی اس بات سے ایذا ہوتی ہے جس سے گھر میں اسے اذیت ہوتی علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں افادان

حررہ محمد عبد الرشید دہلوی عفا اللہ عنہ۔

الجواب صحیح محمد فضل المجید عفی عنہ

الجواب صحیح وصواب حررہ العبد المفتقر

مطیع الرسول عبد المقتدر القادری البدایونی عفی عنہ

ذلک کذلک محمد فضل احمد البدایونی عفی عنہ

المجیب مصیب۔

الرسول ١٣١٧ قادری ھ
حنفی
محمد عبد المقتدر مطیع

قادری
محمد ابراہیم ١٣١٨

اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب

محمد حافظ بخش المدرس بالمدرسۃ المحمدیۃ

بلدۃ بدایوں۔

حنفی ١٣١٧
محمد حافظ بخش

صح الجواب حررہ عبد الرسول محب احمد عفی عنہ

المدرس بالمدرسۃ الشمسیۃ الکائنۃ

بجامع بدایوں

محب احمد قادری
عبد الرسول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الارض کفاتا واکرم المؤمنین احیاء وامواتا وجعل موتہم راحۃ وسباتا وحرم اھانتہم تحریما بتاتا والصلوٰۃ والسلام علی من سقانا من فضلہ وفضلتہ ماء فراتا واعطانا فی کل محجۃ ابلج حجۃ نقضا واثباتا وابدا تعظیم المومنین ابد الآبدین ولم یوقت لہ میقاتا فجعلہم عظاما وان صاروا اعظاما وحرم ایذاءھم ولو کانوا رفاتا وعلی آلہ وصحبہ واھلہ

اگر معترض پھر عود کرے اور کہے کہ بمبئی وغیرہ عظیم شہروں میں قبور کھود کر اُن میں دوسرے اموات دفن کیے جاتے ہیں تو اگر قبور کھودنے سے اموات کی توہین ہوتی ہے تو ان شہروں میں یہ کام کیوں ہوتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ان شہروں میں جائے بہت تنگ ہے قبرستانوں میں اتنی وسعت نہیں ہے کہ میّت کے لیے الگ الگ قبر ہو لہذا اس ضرورت شدیدہ سے یہ جائز ہے کہ الضرورات تبیح المحظورات قاعدہ متفقہ ہے کبیری شرح منیہ میں ہے ولا یحفر قبر لدفن اٰخر ما لم یبل الاول فلم یبق له عظم الا عند الضرورة بان لم یوجد مکان سواہ الخ بالجملہ صورت مسئولہ میں قبور کو کھود کر اُن پر مکانات بنانا ہمارے حنفی مذہب میں جائز نہیں ہے اور بلاشبہ و شک ایسا کرنے سے اہلِ قبور کی توہین ہوگی جو جائز نہیں ہے ھذا ما عندی والعلم الاتم عند ربی قاله بفمه وامر برقمه العبد الفقیر محمد عمر الدین السنی الحنفی القادری الھزاروی عفا اللہ تعالی عنه

جو کچھ مجیب لبیب نے لکھا ہے حق اور صواب ہے چنانچہ خزانۃ الروایہ میں مرقوم ہے فی مفید المستفید عن مفاتیح المسائل واذا صار المیت ترابا فی القبر یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ لان الحرمۃ باقیۃ انتہی اور یہ بھی خزانۃ الروایہ میں ہے لا یجوز لاحد ان یبنی فوق القبور بیتا و مسجدا لان موضع القبر حق المقبور ولھذا لا یجوز نبشه انتہی مختصرا۔

نمقه الراجی الی رحمۃ ربه الشکور عبد الغفور صانه اللہ عن الآفات والشرور۔

للہ در المجیب حیث اجاب فاجاد واصاب فیما افاد حررہ المسکین محمد بشیر الدین عفی عنه۔

اس فتوے کو دیکھا فتوی صحیح ہے جواب درست ہے۔

لفظہ
رد کر دیا ہے دوسری روایات معارضہ سے پس قابل تعمیل نہیں قال فی الامداد ویخالفہ
ما فی التتارخانیة اذا صار المیت ترابا فی القبر یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ لان الحرمة باقیة
الخ یعنی جب قبر میں میت گل کر مٹی بھی ہو جائے تب بھی اُس کی قبر میں غیر کو دفن کرنا مکروہ ہے
کہ اُس کی تعظیم اور حرمت کے خلاف ہے کہ اُس میت کی تعظیم اور حرمت اب بھی باقی ہے
اور موید ہے اس کی وہ جو علامہ نابلسی علیہ الرحمة نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ
محمدیہ میں لکھا ہے معناہ ان الارواح تعلم بترك اقامة الحرمة والاستہانة فتاذی
بذلك یعنی قبر پر تکیہ لگانے سے جو اہل قبور کو تکلیف ہوتی ہے اُس کے یہ معنے ہیں کہ
روحیں جان لیتی ہیں کہ اُس نے ہماری تعظیم میں قصور کیا لہذا ایذا پاتے ہیں اور
علامہ شیخ الہند علیہ الرحمة شرح مشکوٰة میں لکھتے ہیں شاید کہ مراد آنست کہ روح
وے ناخوش میدارد و راضی نیست بہ تکیہ کردن بر قبر وے از جہت تضمن اہانت
واستخفاف را بوے جب قبر پر تکیہ لگانے سے اہل قبور کی اہانت اور اُن کی توہین
اور اُن کی ترک تعظیم ہوتی ہے تو اُس پر کھیتی کرنے سے اور اُس پر مکان بنانے
سے تو بطریق اولے اُن کی توہین ہوگی اور ثالثاً یہ کہ ہم میاں معترض نجدی شعار
سے پوچھتے ہیں کہ تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ میّت بالکل مٹی ہو گیا ہے اور اس کی ہڈی
بھی باقی نہیں رہی ہے اس واسطے کہ ابھی تک قبر کھودی نہیں گئی ہے اور نہ میّت
کے مٹی ہونے کا قرآن اور حدیث میں کوئی وقت مقرر ہوا ہے کہ اتنی مدّت کے بعد
میّت کی ہڈیاں بھی مٹی ہو جاتی ہیں بلکہ تجربہ سے بارہا مشاہدہ ہوا ہے کہ کسی
بہت پرانی بستی کے اطراف میں کوئی جائے کھودی جائے تو اُس میں قبور نکلے
جن میں ہڈیاں (بلکہ بعض کے ابدان) اب تک باقی صحیح وسلامت تھیں کتبوں
سے تین تین چار چار صدیوں کے قبور معلوم ہوتے تھے تو بلا دلیل بلا ضرورت
شرعی کے کسی ممنوع امر کا کسی مبہم روایت کی بنا پر مرتکب ہونا ہرگز جائز نہیں ہے

اس سے کہ کسی قبر پہ پاؤں رکھوں پھر فرمایا ایک شخص نے قبر پہ پاؤں رکھا جا گئے ہیں سُنا
الیک عنی یا رجل ولا تؤذنی اے شخص الگ ہٹ مجھے ایذا نہ دے اور علامہ شر بنلالی
مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں اخبرنی شیخی العلامۃ محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ
بانہم یتأذون بخفق النعال مجھے میرے اُستاد علامہ محمد بن احمد حنفی نے خبر دی کہ جوتے کی
چپل سے مُردے کو ایذا ہوتی ہے اسی واسطے ہمارے فقہائے کرام احناف علیہ الرحمہ فرماتے
ہیں کہ قبر پر رہنے کا مکان بنانا یا قبر پہ بیٹھنا یا سونا یا اُس پر یا اُس کے نزدیک بول و براز
کرنا یہ سب امور اشد مکروہ قریب بحرام ہیں فتاوے علمگیری میں ہے ویکرہ ان یبنی علی القبر
او یقعد او ینام او یطأ علیہ او یقضی حاجۃ الانسان من بول او غائط الخ علامہ شامی اُس کی دلیل
میں حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں لان المیت یتأذی بما یتأذی بہ الحی یعنی اس لیے کہ جس سے
زندوں کو اذیت ہوتی ہے اُس سے مُردے بھی ایذا پاتے ہیں بلکہ دیلمی نے ام المومنین حضرت
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کلیہ کی تصریح روایت کی کہ سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا المیت یؤذیہ فی قبرہ ما یؤذیہ فی بیتہ میت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی ہے
قبر میں بھی اُس سے اذیت پاتا ہے ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے راوی اذی المؤمن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ مسلمان کو بعد موت ایذا دینی ایسی ہے
جیسے زندگی میں اُسے تکلیف پہنچائی اور اظہر من الشمس ہے کہ قبور کو کھود کر اُن پر رہنے کا مکان بنایا تو
اُس میں یہ سب امور موجود ہیں جس سے یقیناً اہل قبور کی توہین ہوتی ہے اور اُن کو ایذا دینا
ہے جو ہرگز ہرگز ہمارے حنفی مذہب میں جائز نہیں ہے اگر کوئی معترض کہے کہ شرح کنز
میں علامہ زیلعی لکھتے ہیں ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ
و زرعہ والبناء علیہ تو جواب اس کا اولاً یہ ہے کہ یہ قول علامہ زیلعی کا احادیث
مذکورہ اور روایات مسطورہ کے معارض ہے لہذا قابل قبول نہیں ہے اور
ثانیاً یہ کہ علامہ شر بنلالی نے امداد الفتاح میں علامہ زیلعی کے اس قول کو

ہٹ کر لیٹا تو روح نہ تھی میں نے قبر میں اُتار آنکھیں کھولدیں میں نے کہا کیا موت کے بعد زندگی کہا انا حی وکل محب للہ حی میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر دوست زندہ ہی اور بعض عامہ مومنین اور بقیہ اموات کے ابدان گو سلامت نہ رہتے ہوں تاہم اُن کی قبور پر بیٹھنے بلکہ اُن پر تکیہ لگانے اور قبرستان میں جوتوں کی آواز کرنے سے اُن کو ایذا ہوتی ہی احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت بلا ریب ہے حاکم و طبرانی عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا یا صاحب القبر انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یوذیک او قبر والے قبر سے اُتر آ نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔ سعید بن منصور اپنی سنن میں راوی کسی نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا کما اکرہ اذی المؤمن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ مجھے جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا ناپسند ہی یوہیں مُردہ کی امام احمد علیہ الرحمہ بسند حسن انھیں حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا لا تؤذ صاحب ھذا القبر اس قبر والے کو ایذا نہ دے یا فرمایا لا تؤذہ اسے تکلیف نہ پہنچا اس ایذا کا تجربہ بھی تابعین عظام اور دوسرے علمائے کرام نے جو صاحب بصیرت تھے کر لیا ہی ابن ابی الدنیا ابو قلابہ بصری سے راوی ہیں ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا رات کو خندق میں اُترا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھکے سو گیا جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا ہی اور کہتا ہی لقد اذیتنی منذ اللیلۃ اے شخص تو نے مجھے رات بھر ایذا دی امام بیہقی دلائل النبوہ میں اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو عثمان نہدی سے وہ ابن مینا تابعی سے راوی میں مقبرے میں گیا دو رکعت پڑھکر لیٹ رہا خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سُنا کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے قم فقد اذیتنی اُٹھ کہ تو نے مجھے اذیت دی حافظ ابن مندہ امام قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ تعالی سے راوی اگر میں تپائی بھال پر پاؤں رکھوں کہ میرے قدم سے پار ہو جائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے

نامناسب افعال کرنے سے اموات مسلمین کو ایذا ہوتی ہے

پہچانتے ہیں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے شرح صدور میں اولیائے کرام علیہم الرضوان کی حیات بعد ممات کے متعلق چند روایات مستندہ لکھتے ہیں جو یہاں نقل کیے جاتے ہیں امام عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ اپنے رسالہ میں بسند خود حضرت ولی مشہور سیدنا ابوسعید خراز قدس اللہ سرہ المنانہ سے راوی کہ میں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مُردہ پڑا پایا جب میں نے اُس کی طرف نظر کی مجھے دیکھکر مسکرایا اور کہا یا ابا سعید اما علمت ان الاحباء احیاء وان ماتوا وانما ینقلبون من دار الی دار اے ابوسعید کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مرجائیں وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں بلائے جاتے ہیں وہی عالیجناب حضرت سیدی ابوعلی قدس سرہٗ سے راوی میں نے ایک فقیر کو قبر میں اُتارا جب کفن کھولا اُن کا سر خاک پر رکھدیا کہ اللہ اُن کی غربت پر رحم کرے فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا یا ابا علی تذللنی بین یدی من یدللنی اے ابوعلی تم مجھے اُس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اُٹھاتا ہے میں نے عرض کی اے سردار میرے کیا موت کے بعد زندگی فرمایا بلی انا حی وکل محب لله حی لانصرنک بجاہی غدا میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے بیشک وہ وجاہت وہ عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اُس سے میں تیری مدد کرونگا وہی جناب مستطاب حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہٗ سے راوی میرا ایک مرید جوان مرگیا مجھے سخت صدمہ ہوا نہلانے بیٹھا گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتدا کی جوان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی دہنی کروٹ میری طرف کی میں نے کہا جان پدر تو سچا ہے مجھی سے غلطی ہوئی وہی امام حضرت ابویعقوب سوسی نہرجوری قدس سرہٗ سے راوی میں نے ایک مرید کو نہلانے کے لیے تختہ پر لٹایا اُس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا جان پدر میں جانتا ہوں کہ تو مُردہ نہیں یہ تو صرف مکان بدلنا ہے میرا ہاتھ چھوڑ دے جناب ممدوح انہیں عارف موصوف سے راوی مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا پیر و مرشد میں کل ظہر کے وقت مرجاؤنگا حضرت ایک اشرفی لیں آدھی میں میرا دفن آدھی میں میرا کفن کریں جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آکر طواف کیا پھر کعبے سے

والسّلام اجمعین کا توڑنا اور منہدم کرنا شعار نجدیہ وہابیہ ہوا تو کسی کو جائز نہیں کہ وہ صورت مسئولہ
میں قبور مومنین اہلسنت کو توڑ کر بلکہ اُن کو کھود کر اُن پر اپنی رہائش و آسائش کے مکان بنا کر اُن میں
لذّاتِ دنیا میں مشغول و منہمک ہو جو قطعاً و یقیناً اصحابِ قبور کو ایذا دینا اور اُن کی اہانت اور توہین
کرنا ہے جو کسی طرح جائز نہیں کہ اہلسنت کے نزدیک انبیا و شہدا و اولیا علیہم التحیۃ والثنا اپنے ابدان
شریفہ سے زندیان بلکہ انبیا علیہ السّلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کیے گئے ہیں کہ وہ اُنکو کھاوے
اسی طرح شہدا و اولیا علیہ الرحمۃ والثنا کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ
حضرات روزی و رزق دیے جاتے ہیں علامہ سبکی علیہ الرحمۃ شفاء السقام میں لکھتے ہیں وحیاۃ
الشہداء اکمل واعلیٰ فھذا النوع من الحیاۃ والرزق لا یحصل لمن لیس فی رتبتھم و
اما حیاۃ الانبیاء اعلیٰ واکمل واتم من الجمیع لانھا الروح والجسد علی الدوام علی ما کان
فی الدنیا اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی تذکرۃ الموتیٰ میں لکھتے ہیں اولیا گفتہ اند
ارواحنا اجسادنا یعنی ارواح ایشاں کار اجساد می کنند و گاہے اجساد از غایت لطافت
برنگ ارواح می برآید میگویند کہ رسولخدا را سایہ نبود صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح ایشاں
از زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند میروند و بسبب ہمیں حیات اجساد آنہا را در قبر
خاک نمی خورد بلکہ کفن ہم میماند ابن ابی الدنیا از مالک روایت نمود ارواح مومنین ہر جا کہ
خواہد سیر کنند مراد از مومنین کاملین اند حق تعالیٰ اجساد ایشاں را قوت ارواح میدہد کہ در
قبور نماز میخوانند و ذکر می کنند و قرآن میخوانند اھ شیخ الہند محدث دہلوی علیہ الرحمہ
شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں اولیائے خدا نقل کردہ شدند ازیں دار فانی بدار بقا و زندہ
اند نزد پروردگار خود و مرزوق اند و خوشحال اند و مردم را ازاں شعور نیست الخ اور علامہ
علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں لا فرق لھم فی الحالین ولذا قیل اولیاء اللہ لا
یموتون ولکن ینقلبون من دار الی دار الخ اولیا کی دونوں حالت حیات و ممات میں
اصلا فرق نہیں اسی لیے کہا گیا کہ وہ مرے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے میں تشریف

ف۔ اہلسنت کے نزدیک انبیا و شہدا و اولیا اپنے ابدان مع الکفن کے زندہ ہیں

مشھودا بالعلم والصلاح او کان صحابیا او کان المبنی علیہ قبۃ وکان البناء علی قدر قبرہ فقط فینبغی ان لا یھدم لحرمۃ بنشہ وان اندرس اذا علمت ھذا فھذا البناء علی قبور هو لاء الشھداء من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم لا یخلو اما انیکون واجبا او جائزا او بغیر کراھۃ وعلی کل فلا یقدم علی الھدم الا رجل مبتدع ضال لا ستلزامہ انتھاک حرمۃ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الواجب علی کل مسلم مجتھم ومن مجتھم وجوب توقیرھم وای توقیرلھم عند من ھدم قبورھم حتی بدات ابدانھم واکفانھم کما ذکر بعض علماء نجد فی السوال ارسلہ الی انتھے مختصراً یعنی نجدی نے جو شہدا اصحاب کرام کے قبور کو توڑ ڈالا ہے جس سے ان کے ابدان اور کفن ظاہر ہوگئے تو اس سے وہ بہت بڑا بدعتی گمراہ ہوگیا کہ اس سے ان کی اہانت ہوگئی ہے ان عنہ ملا کا انبیا و اولیا علیہم السلام کے قبور کو جو توڑنا اور منہدم کرنا شعار ہوگیا ہے تو باعث اُس کا یہ ہے کہ ان بدبختوں کے نزدیک ظاہری موت کے بعد یہ بالکل بحیس بے شعور ہوجاتے ہیں اور مرکر معاذ اللہ مٹی میں ملجاتے ہیں ملا اسمعیل دہلوی تقویت الایمان کے صفحہ ۶۰ میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ وارفع میں بکتا ہے کہ (میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں) جب سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت ان ملاعنہ کا ایسا ناپاک خیال ہے اور اُن کے روضۂ اطہر اور شہدا و صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے قبور کو منہدم کرنے کا بیہودہ خیال ہے تو باقی اموات عامۂ مومنین صالحین کی نسبت کیا پوچھنا چاہیے جب قبور مومنین بلکہ انبیا و اولیا علیہم الصلاۃ

ف شیخ نجدی نے شہدا و صحابہ کرام کے مزار توڑ ڈالے تھے

ف وہابیہ روسیاہ کے نزدیک انبیا و اولیا علیہم الصلاۃ معاذ اللہ منہا مر کر مٹی ہوگئے ہیں

لہ سابقا علامہ بصری علیہ الرحمہ کے قول میں گزرا کہ نجدی نے جب قبور شہدا و صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو شہید کیا تو اُن میں اُن کے کفن اور بدن شریف سب سلامت تھے اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو مدفون ہوئے تخمیناً بارہ سو سال گزر چکے تھے پس ہزار تُف ہے ملا اسمعیل اور اُس کے مقلدین وہابیہ روسیاہ پر کہ اُن کا ایسا ناپاک عقیدہ ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس واطہر کے ساتھ جو مسلمان کی شان کے بالکل خلاف ہے اللہ تعالیٰ اہلسنت کو اُن کی صحبت بد سے بچائے آمین آمین ۱۲ منہ عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوال

علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں ایک گورستان (اہلسنّت) قدیم کی قبروں کو عمداً کھود کر اپنے رہنے کے مکان بنانا موافق مذہب حنفی کے جائز ہی یا نہیں اور ایسا کرنے میں اہلِ قبور کی توہین واہانت ہوگی یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب ومنہ الهدایة الی الحق والصواب

جاننا چاہیے کہ انبیا واولیا علیہم الصلاۃ والسّلام وعامہ مومنین اہلسنت کے ساتھ جو قلبی عداوت فرقہ نجدیہ وہابیہ کو ہی ایسی اور کسی فرقہ مبتدعہ کو نہیں ہی اسی وجہسے اس فرقہ محدثہ کے اکابر ملاعنہ کی تصانیف اباطیل اہانت محبوبانِ خدا سے بھری پڑی ہیں جسکا جی چاہے وہ ملا نجدی وملا اسمعیل دہلوی وملا صدیق حسن بھوپالی وملا خرم علی وملا رشید گنگوہی وغیرہ کی تالیفات باطلہ اٹھاکر دیکھ لیوے کہ قسم قسم کی اہانتوں سے پر ہیں منجملہ اُن کے ایک اہانت قبور انبیا وشہدا واولیا علیہم الصلاۃ والسّلام کا منہدم ونابود تا بمقدور کرنا اس فرقہ کا شعار ہوگیا ہی علامہ احمد بن علی بصری فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبدالوہاب میں فرماتے ہیں منہا انہ صح انہ یقول نو اقدر علی حجرۃ الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لہدمتہا یعنی میں اگر قدرت پاؤں تو روضہ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو توڑ ڈالوں اور بھی علامہ بصری دوسرے مقام میں لکھتے ہیں اقول لہدمہ قبور شہداء الصحابۃ المذکورین لاجل البناء علی قبورہم ضلالۃ ای ضلالۃ انتہے مختصراً یعنی نجدی کا شہداء صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی قبور کو ان پر بنا کے باعث توڑ ڈالنا بہت بڑی ضلالت اور گمراہی اس نجدی کی ہی اور بھی علامہ مذکور تیسرے مقام میں لکھتے ہیں قال بعضہم لو کان المبنے علیہ

ف: شیخ نجدی نے روضۂ اقدس کو ڈھانے کا ارادہ کیا تھا

الحمد للہ

قبور مسلمانان کی تکریم و توقیر اور وہابیہ منکرین کی
تعذیب و تعزیر میں یہ مبارک رسالہ مسمّٰی بنام تاریخی

اہلاک الوہابیین علیٰ توہین قبور المسلمین

۱۳ ھ ۲۲

جسمیں تحقیق مسئلہ میں تحریر منیر جناب مولٰنا مولوی محمد عمر الدین صاحب قادری برکاتی فاضل ہزارہ کی تصدیق
و توثیق اور خیالات باطلہ خبیثہ جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی تجہیل و تحمیق ہے

مع رسالہ مختصرہ مسمّٰی بنام تاریخی

سُبُل الاصفیا فی حکم الذبح للاولیا

۱۳ ھ ۱۲

جس میں تحقیق مسئلہ ذبیحہ اور وہابیہ کا رد خیالات قبیحہ ہے ہر دو از کلام عرش احتشام مجدد
مائۃ حاضرہ صاحب حجّت قاہرہ عالم اہلسنّت و جماعت جناب مولٰنا مولوی محمد احمد رضا خاں
قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باہتمام

مولوی حاجی محمد حسنین رضا خاں صاحب

حسنی پریس محلہ سوداگران بریلی میں چھپا

بار پنجم ۱۰۰۰ جلد

قیمت ۳/

مشعبہ انجمن ترقی اردو دہلی

3340272